مسلسل اشاعت کے 58 سال

ماہنامہ

الحق

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

687

ربیع الثانی،

جمادی الاول ۱۴۴۴ھ

نومبر ۲۰۲۲

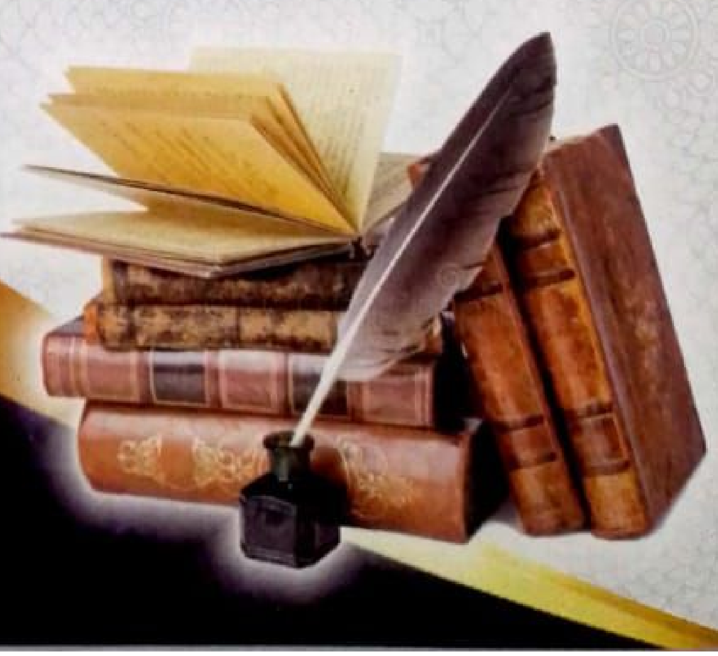

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلیٰ اٰلِہٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ

الحق

اکوڑہ خٹک

جلد نمبر 58
شمارہ نمبر 02
ربیع الثانی، جمادی الاول ۱۴۴۴ھ
نومبر ۲۰۲۲ء

بانی	باہتمام	نگران	مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ	حضرت مولانا انوار الحق صاحب	مولانا حامد الحق حقانی	حافظ راشد الحق سمیع حقانی

نائب مدیران: مولانا حبیب اللہ حقانی، مولانا محمد اسلام حقانی

منتظمین: مولانا محمد فہد، بابر حنیف

فہرست مضامین

- نقش آغاز: مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحبؒ کا سانحہ ارتحال قطر میں عالمی فٹ بال مقابلوں کا انعقاد اسلام کی اشاعت، تبلیغ کا ذریعہ، مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد رفیع عثمانیؒ کے خطوط بنام مولانا سمیع الحق شہیدؒ...... مولانا راشد الحق سمیع ۲
- فقہی و علمی مسائل اور ان کے جوابات .... افادات: حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ ۹
- سود اور اس کے معاشی نقصانات .... شیخ الحدیث مولانا محمد انوار الحق مدظلہ ۱۶
- مولانا سمیع الحق شہیدؒ: علمی محاسن کے پیکر .... حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی ۲۱
- شہید اسلام مولانا سمیع الحقؒ: حیات وخدمات کانفرنس .... مفتی محمد یونس حقانی ۲۴
- ارتداد کی طرف بڑھتے قدم! .... مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ۳۱
- مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانیؒ .... مولانا سید محمد اکبر شاہ بخاری ۳۶
- توہم پرستی کی حقیقت اور اَقسام .... مفتی محمد راشد ڈسکوی ۴۱
- سفرنامہ سنیگال و گیمبیا مغربی افریقہ .... مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی ۵۰
- جامعہ حقانیہ کے شعبہ تخصصات کا علمی و تحقیقی اداروں کا مطالعاتی دورہ .... ادارہ ۵۶
- دارالعلوم کے شب و روز .... صاحبزادہ عبدالحق ثانی ۵۷
- تعارف و تبصرہ کتب .... مولانا محمد اسلام حقانی ۶۳

ماہنامہ ''الحق''، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔ فون نمبر: 630435 -923 92+ فیکس 630922 923 92+
ای میل: editor_alhaq@yahoo.com -------- موبائل نمبر: 03159898998 0333-9167789
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk -------- فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/50 روپے۔ سالانہ -/500 روپے۔ بیرون ملک $ 40 امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا راشد الحق سمیع، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

نقش آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم مولانا راشدالحق سمیع

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحبؒ کا سانحہ ارتحال

بدقسمت سرزمین پاکستان آئے روز علمی ، روحانی اور عبقری رجال کار سے خالی ہوتی جارہی ہے، آسمان علم وعرفان کے کیسے کیسے آفتاب و ماہتاب بحرفنا میں آئے روز غروب ہوتے جارہے ہیں جس سے غم کی شدت میں مزید اضافہ ہوتا جارہا ہے،بعض شخصیات ایسی ہوتی ہیں جن کے جانے سے صرف خاندان اور ادارے ہی متاثر نہیں ہوتے بلکہ ملک وملت غم وحزن اورنقصان کے شکار ہوجاتے ہیں،انہی عظیم شخصیات میں مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی صاحبؒ کے بڑے صاحبزادے، شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کے بڑے بھائی، عالم اسلام کے عظیم مرکزعلم و ہدایت جامعہ دارالعلوم کراچی کے صدر، وفاق العربیہ پاکستان کے سرپرست، عصر حاضر کی علمی، مذہبی، روحانی شخصیت ، بلند پایہ مصنف ومحقق، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانیؒ کا بھی شمار ہوتا ہے جو طویل علالت کے بعد ۱۸رنومبر۲۰۲۲ء بروز جمعہ اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ع اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخِ زیبا لے کر

آپ کا شمار عصر حاضر کی نامور ہستیوں ، نابغہ روزگاراورعبقری شخصیات میں ہوتا تھا،امت مسلمہ کے اتحاداور استحکام پاکستان میں آپ نے ہمیشہ مثبت کردار ادا کیا،ہرفورم پر آپ نے اتفاق ویکجہتی کا درس دیا،خودبھی فرقہ واریت اور لسانی تعصّبات سے دور رہے اور دوسروں کوبھی اس سے دور رہنے کی تلقین کرتے رہےاورامت مسلمہ کے باہمی افتراق وانتشاروتفرقہ بازی سے ان کا دل دُکھتا اور ہرمحاذ پر اس سے اجتناب کی تعلیم دیتے رہے۔حضرت مفتی صاحبؒ کی شخصیت مختلف اور گونا گوں کمالات اور خصوصیات کا مجموعہ تھی،آپ خلوص وللّٰہیت، عاجزی، انکساری، تواضع وتقویٰ کا پیکر مجسم تھے،آپ کی زندگی قرآن وحدیث کی خدمت کیلئے وقف تھی،آپ نے میدان درس وتدریس میں فکر ونظر،علوم ومعارف کے چراغ روشن کئے،تادم حیات جامعہ دارالعلوم کراچی میں تدریسی فرائض انجام

دیتے رہے، دورہ حدیث میں آپ کے مسلم شریف کا درس طلباء میں شہرت رکھتا تھا، آپؒ کے انہی دروس کا مجموعہ ''درسِ مسلم'' کے نام سے علماء وطلبا میں متداول ہے۔ شاید دورہ حدیث کا کوئی طالب علم یا حدیث پڑھانے والے استاد ایسا ہو جو ان کی کتاب سے مستفید نہ ہوا ہو۔ آپؒ کی فقہی خدمات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہیں، ''دارالعلوم'' کراچی کے دارالافتاء سے آپؒ کے قلم ودستخط سے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں فتاوی جات جاری ہوئے جس سے بندگانِ خدا نے شریعت کی روشنی حاصل کی۔ علوم نبوت کی نشر واشاعت ان کا اوڑھنا بچھونا تھا، آپؒ نے مختلف موضوعات پر نہایت عالمانہ اور محققانہ انداز میں تقریباً تیس کے قریب کتابیں لکھیں، مختلف مجلّات اوراخبارات میں وقتاً وفوقتاً آپ کے علمی وفقہی مضامین ومقالات بھی شائع ہوتے رہتے جن سے امت مسلمہ کے عوام وخواص اور بالخصوص پڑھا لکھا طبقہ استفادہ ورہنمائی حاصل کرتا رہتا۔

آپؒ کے وعظ وارشاد کا سلسلہ بھی کافی مشہور تھا، آپؒ کے مواعظ اور خطبات کئی جلدوں میں شائع ہوئے ہیں جس سے علماء، فضلا اور خطباء مستفید ہوکر عوام الناس کی رہنمائی کرتے ہیں، مفتی صاحبؒ کی کس کس خوبی کو یاد کیا جائے، آپؒ بلاشبہ مجمع الکمالات شخصیت تھے، آپؒ قرونِ اولیٰ کی یادگار تھے، ان کا وجود زمین اور اہل زمین کے لئے باعث برکت تھی۔

تصوف وسلوک میں بھی آپ ایک کامل پیر سمجھے جاتے تھے، کیونکہ آپؒ سلسلہ تھانوی کے معروف بزرگ حضرت مولانا الحاج عبدالحئی عارفیؒ کے مرید ومجاز تھے، انہیں اپنے شیخ کا اعتماد حاصل تھا، طالبان علوم نبوت کی تعلیم وتربیت کا جو سلسلہ آپؒ نے شروع کیا تھا وہ بہت کم ہی دیکھنے کو ملتا تھا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ سے راقم نے ٹیلی فون پر تعزیت کی اور ان کی خدمت میں گزارش کی کہ حضرت مفتی صاحبؒ کے لئے دارالعلوم حقانیہ میں قرآن خوانی اور خصوصی دعاؤں کا اہتمام کیا گیا۔ اسی طرح عم محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ، برادرِ مکرم مولانا حامد الحق حقانی صاحب نے بھی حضرت شیخ الاسلام صاحب سے فون پر تعزیت کی۔ ادارہ دارالعلوم حقانیہ اور خاندانِ حقانی اس غم میں حضرت شیخ الاسلام صاحب مدظلہ، حضرت مولانا محمد زبیر اشرف صاحب مدظلہ، برادرم سعود عثمانی صاحب اور دارالعلوم کراچی کے اساتذہ وخاندان عثمانی کے ساتھ دلی تعزیت کرتا ہے اور اس عظیم سانحہ وغم میں ان کا برابر کا شریک ہے۔ ؎

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی ‌ ‌ ‌ ‌ اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

قطر میں عالمی فٹ بال مقابلوں کا انعقاد

اسلام کی اشاعت، تبلیغ کا ذریعہ

قطری حکومت نے عالمی فٹ بال مقابلوں کے انعقاد میں جن اسلامی اقدامات وروایات کو اپنایا اس نے عالم اسلام اور خصوصاً عالم عرب کو اپنے مذہب ،اسلامی اصول، روایات اور اقدار پر قائم رہنے اور اس پر فخر کرنے کا ایک نیا حوصلہ بخشا ہے جبکہ دوسری جانب پاکستان ،سعودی عرب اور دیگر بعض اسلامی ممالک کے نام نہاد حکمران، بیوروکریٹس اور عسکری زعماء اسلام اور اس کی بنیادی تعلیمات پر فخر کے بجائے شرمندگی اور عار محسوس کرتے ہیں اور دن بدن اسلام کی تعلیمات کی نت نئی من پسند تعبیرات تراشتے رہتے ہیں اور اپنے آپ کو لبرل ثابت کرنے اور کفار ومغرب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے آخری حد تک جانے سے گریز نہیں کرتے۔ بھلا ہو قطری حکومت کا جس نے اس مایوس کن اور لادینی فضاء میں کھیلوں کے ذریعے اسلام کا روشن چہرہ بغیر کسی جھجک ،خوف اور ملاوٹ کے دنیا کے سامنے کس خوبصورتی سے پیش کیا اور اس کے ذریعے دنیا بھر کے انسانوں کو اسلام کی تعلیمات ،شاندار روایات اور خصوصاً امن وآشتی کا پیغام دیا اور فٹ بال گیم کو اقوام عالم کے ساتھ تہذیب ،شائستگی اور برابری کی سطح پر تعلق قائم رکھنے کا ذریعہ بنادیا۔

دوسری طرف مملکت خداداد پاکستان نہ تو عالمی سیاست میں کوئی جگہ بنا سکا اور نہ ہی معیشت میں اور اسی طرح کھیل وغیرہ کے میدان میں بھی ناکامیوں کی سیریز میں البتہ پہلے نمبر پر ہے۔الغرض! ۷۵سال میں ہمارے ساتھ کے چھوٹے چھوٹے ممالک قطر، دبئ ،کوریا، بنگلہ دیش وغیرہ وغیرہ سیاست ومعیشت میں کہاں سے کہاں پہنچ گئے اور ہم اسلام کے نام پر ملک حاصل کرنے والے نہ پاکستان میں اسلام نافذ کرسکے اور نہ ہی مغربی جمہوریت کو صحیح معنوں میں رائج کرسکے اور نہ ہی اچھا کھیل سکے۔

؎ کم ہوں گے اس بساط پر ہم جیسے بدقمار جو چال بھی چلے سو نہایت بری چلے

اور نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

آج قطر امریکہ ومغرب کے معاشروں کے طوفان بدتمیزی اور اندھی مخالفت کا بڑا خطرہ و رِسک لیتے ہوئے پھر بھی یہ رقبے کے لحاظ سے چھوٹا سا ملک اسلامی روایات واصولوں کے لئے جس طرح پوری دنیا کے بدتہذیب، بے راہرہ اور بدمعاش ٹولے کے سامنے جرات سے کھڑا ہوا ہے یقیناً اس کا یہ موقف صد لائق تحسین اور قابل فخر ہے۔اس کی چھوٹی سی مثال ملاحظہ فرمایئے:

ایک انگلش اینکر نے جب قطر ورلڈ کپ کے سیکورٹی چیئرمین عبدالعزیز عبداللہ الانصاری سے اس متعلق سوال کیا تو ان کا کہنا تھا'' کہ ہم اپنے ملک میں ہر کسی کو خوش آمدید کہتے ہیں لیکن آنے

والے شائقین اور سیاحوں کو ہماری روایات کا احترام کرنا ہوگا، ہم محض اٹھائیس دن کے لیے ہم اپنا مذہب نہیں بدل سکتے۔''

فٹ بال ورلڈ کپ کے آغاز میں فیفا کے صدر نے اپنے تفصیلی اور تند و تیز پریس کانفرنس میں گیانی انفینٹینو نے قطر پر تنقید کرنے والے یورپی ممالک کو نشانے پر رکھا، انہوں نے کہا کہ میں یورپی ہوں، ہمیں اخلاقی درس دینے سے قبل ہم تین ہزار سال سے دنیا بھر میں جو کچھ کرتے رہے ہیں، اس پر اگلے تین ہزار سال کے لیے ہمیں معافی مانگنی چاہیے۔ گیانی انفینٹینو نے کہا کہ اس طرح کا یک طرفہ اخلاقی درس صرف منافقت ہے۔ انہوں نے کہا کہ تنقید کی بنیاد پر کوئی فیصلہ کرنا اتنا آسان نہیں ہوتا اور وہ بھی ۱۲ سال پہلے کیا گیا ہو، دوحہ تیار ہے، قطر تیار ہے اور یہ اب تک کا بہترین ورلڈ کپ ہوگا، اس سے قبل انسانی حقوق کے کارکنوں نے قطر میں فٹ بال ورلڈ کپ کے انعقاد پر سخت تنقید کی تھی اور کہا تھا کہ مہاجر ورکرز کے ساتھ بہتر سلوک نہیں کیا جاتا جبکہ ورلڈ کپ کا میزبان قطر واضح طور پر کہہ چکا ہے کہ وہ بلاتفریق ہر کسی کا استقبال کرنے والا ملک ہے اور غیر ملکی کارکنوں کیساتھ اچھا سلوک نہ کرنے کے الزامات کو یکسر مسترد کرتا رہا ہے، انفینٹینو کا کہنا تھا کہ یہ کھیل ایسا نہیں ہے کہ کوئی دو حکومتیں آپس میں مقابلہ کر رہی ہوں، یہ دو نظریات کا آپس میں کھیل نہیں ہے بلکہ یہ فٹ بال کی دو ٹیموں کا مقابلہ ہے، انہوں نے کہا کہ اگر فٹ بال ہمیں ایک دوسرے کے قریب نہیں لائے تو ہم دنیا میں کیسے رہیں گے، قطر کو آج سے بارہ سال پہلے یعنی ۲۰۱۰ء میں فیفا ورلڈ کپ کی میزبانی کے لیے نامزد کیا گیا تھا، ان بارہ سالوں میں جدید مراعات پر مشتمل نئے اسٹیڈیمز، ہوٹل، شاپنگ مالز، فین زون اور رہائش گاہوں کی تعمیر و تیاری کی مد میں قطر اب تک تقریباً تین سو بلین ڈالرز خرچ کر چکا ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ یہ دنیا کی تاریخ کا سب سے مہنگا ترین ورلڈ کپ ہے اور اس کی لاگت ماضی کے تمام ورلڈ کپز کی کل لاگت سے بھی زیادہ ہے، ان دنوں دوحہ کا ائیرپورٹ دنیا کا مصروف ترین ائیرپورٹ ہوگا جہاں ہر روز نو سو سے زائد مسافر طیارے اتریں گے اور ایک اعداد و شمار کے مطابق قریباً بارہ لاکھ لوگ قطر کو وزٹ کریں گے، قطر نے ہر طرح کی ممکن جدت کو بروئے کار لاتے ہوئے آنے والوں کیلئے مقامی ثقافت و روایت کے مطابق آرٹ گیلری، میوزیم، فن زون، قومی اور بین الاقوامی کھانوں کے سٹال، اطفال و عوائل پروگرام الغرض ہر ہر طرح کی سہولیات ترتیب دے رکھی ہیں، اتنی مہنگی اور اتنی شاندار تیاری کے باوجود قطر کی میزبانی کو محض اسلئے عالمی اور سوشل میڈیا پر ہدف تنقید بنایا جا رہا ہے کہ انہوں نے آنے والے لوگوں سے گزارش کی ہے کہ براہ مہربانی ہماری ثقافت و روایات کا احترام کریں۔

ے

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں ۔۔۔ کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد رفیع عثمانیؒ کے خطوط بنام حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ

حضرت والد ماجد مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے ساتھ حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی صاحبؒ کے دیرینہ اور گہرے تعلقات اور علمی مراسم تھے۔عالم اسلام کے کئی اہم پلیٹ فارمز پر مختلف اجلاسوں، کانفرنسوں اور سیمینارز میں آپؒ کی اکثر و بیشتر حضرت والد شہیدؒ سے رفاقت اور ملاقاتیں رہتیں اور امت مسلمہ خاص کر پاکستان کو درپیش مسائل، بحران اور چیلنجز کے حوالے سے باہمی تبادلہ خیال فرماتے رہتے۔آپؒ کا حضرت والد ماجد کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ بھی کافی عرصے جاری تھا جن کے چند یادگار خطوط ''مکاتیب مشاہیر'' میں شامل ہیں۔

حضرت والد شہیدؒ مکتوب نگار حضرات کی شخصیت پر مختصر مگر جامع انداز میں تعارفی کلمات لکھتے،حضرت مفتی رفیع عثمانی صاحبؒ کی شخصیت پر بھی انہوں نے درج ذیل تعارفی کلمات تحریر فرمائے تھے وہ بھی خطوط سمیت نذر قارئین ہیں:

> ''صدیق مکرم ،پاکستان کے مایہ ناز مفتی ،اپنے والد معظم مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیعؒ کی وراثت دارالعلوم کراچی کو اپنے عظیم بھائی مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کے ساتھ چار چاند لگائے۔ (سمیع الحق: مکاتیب مشاہیر ج۳،ص ۸۳۸)

(۱)

دارالعلوم کراچی میں فضلاء کا عالمی اجتماع اور شرکت کی دعوت

مخدوم گرامی قدر مکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب! زید مجدکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جامعہ دارالعلوم کراچی کی نصف صدی کی تاریخ میں جلسوں اور اجتماعات کی تعداد بہت کم رہی ہے۔صرف ایک مرتبہ ہمارے والد ماجد حضرت اقدس مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ تعالیٰ سرہ نے جلسۂ دستار بندی منعقد فرمایا تھا اس کو بھی اب تقریباً چالیس سال ہو رہے ہیں۔

اس مرتبہ جامعہ دارالعلوم کراچی کے اساتذہ وطلبہ اور بہی خواہوں کی خواہش ہے کہ جامعہ

دارالعلوم کراچی میں ایسا عالمی اجتماع منعقد کیا جائے جس میں جامعہ دارالعلوم کراچی کے سابق تمام فاضلین کی دستار بندی کا بھی اہتمام ہو اور اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان فاضلین کو دستار بندی کے علاوہ علماء وصلحاء کی ایسی نصیحتوں سے بہرہ ور کیا جائے جو اِن کی عملی زندگی میں کام آسکیں چنانچہ اس جلسہ کے لئے بنام خدا تعالیٰ ۲۹ر(اور غالبًا) ۳۰رشوال ۱۴۲۰ھ بروز اتوار، پیر مطابق ۶ر۷رفروری ۲۰۰۰ء کے دو دن طے کر لئے گئے ہیں۔

اس موقع پر آنجناب کی شرکت ہم سب کے لئے ان شاء اللہ تعالیٰ ہمت افزائی اور خیر و برکت کا باعث ہوگی لہٰذا آنجناب سے درخواست ہے اس اجتماع میں اپنی شرکت سے دارالعلوم کے علماء، فضلاء اور حاضرین کو مستفید فرمائیں۔

والسلام

مفتی محمد رفیع عثمانی (صدر جامعہ دارالعلوم کراچی)

۱۶رشوال ۱۴۲۰ھ

(۲)

ہمشیرہ کی وفات پر کلمات صبر

برادرِ محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب! دام لطفکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

ابھی ابھی تقی میاں کے خط سے ہمشیرہ صاحبہ کے حادثہ جانکاہ کی المناک اطلاع ملی انا للہ وانا الیہ راجعون چونکہ پہلے سے بیماری کی کوئی اطلاع بھی نہ تھی اس لیے اس وحشت ناک خبر سے اور بھی دل پر دھچکا لگا آپ حضرات کو جو صدمہ پہنچا ہے ظاہر ہے کہ بہت شدید ہے لیکن والدین مدظلہما کی کیا حالت ہوئی ہوگی اس کا اندازہ سوائے ان کے کون کر سکتا ہے؟ معلوم نہیں کہ ہمشیرہ مرحومہ کی عمر کیا تھی؟ میری جانب سے حضرت والد صاحب مدظلہم کی خدمت میں مودبانہ سلام کے ساتھ تعزیت کے دلی جذبات پہنچا دیجئے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں درجات عالیہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے (آمین)

آپ عالم ہیں کچھ عرض کرنا سورج کو چراغ دکھانا ہے، امید ہے کہ اللہ جل شانہ کا یہ ارشاد آپ کے سامنے ضرور ہوگا عَسٰی ان تکر ھوا شیئاً و ھُوَ خیرٌ لکم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا یہ ارشاد تو دل کے ہر زخم پر پھائے کا کام دیتا ہے کہ مومن کو جو جسمانی یا قلبی تکلیف پہنچتی ہے اُس کے ثواب کا وعدہ اللہ جل شانہ نے فرمالیا ہے، اللہ رب العالمین کا کیا انعام ہے کہ مومن کے لئے دنیا کی ہر نعمت بھی رفع درجات کا سبب بنتی ہے اور ہر تکلیف بھی۔ معلوم نہیں اس حادثہ کے بعد اب آپ کا پروگرام سوات جانے کے بارے میں کیا رہے گا۔

ازراہِ کرم مطلع فرمائیں، پرسانانِ حال کی خدمت میں یاد رہے تو سلام پہنچا دیجیے۔

والسلام

محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ

۳ شعبان ۱۳۸۸ھ

(۳)

بنگلہ دیش کا سفر اور حامد کی شادی پر مبارکباد

وارد حال سلہٹ بنگلہ دیش ۱۳؍رجب ۱۴۱۴ھ بمطابق ۲۷ دسمبر ۱۹۹۱ء بروز پیر

برادر محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب! حفظہ اللہ ورفع درجاتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! برادرزادہ عزیز القدر مولانا حامد الحق سلمہ کی شادی کا دعوت نامہ مل کر باعث مسرت ہوا یاد آوری پر ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ شادی کے سارے مراحل بحسن وخوبی پورے کرائے اور دولہا دلہن کو لازوال مسرتوں اور کامیابیوں سے نوازے (امین)

یہ دعوت نامہ بنگلہ دیش کے لئے روانگی سے کچھ پہلے ملا پاکستان واپسی غالبًا جنوری ۱۹۹۱ء تک ہوگی اس لئے جسمانی شرکت کی سعادت تو حاصل نہ کرسکوں گا لیکن دل سے بحمد للہ آپ کی اس خوشی میں شریک ہوں جس وقت یہ خط آپ کو ملے گا ان شاء اللہ شادی اور ولیمہ ہو چکا ہوگا میری طرف سے دولہا و دلہن اور دولہا کی والدہ صاحبہ کو مبارکباد پہنچا دیجئے۔ احقر کی اہلیہ بھی سفر میں ساتھ ہیں وہ بھی مبارکباد پیش کرتی ہیں۔

والسلام

محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ

افادات: شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ
مرتب: حافظ خرم شہزاد *

فقہی وعلمی مسائل اوران کے جوابات

(آخری قسط)

امام الاولیاء، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس اللہ سرہ العزیز کی نگرانی وسرپرستی میں شائع ہونے والے شہرۂ آفاق مجلّہ ہفت روزہ ''خدام الدین'' میں ۶۰ء کی دہائی میں ''فقہی وعلمی مسائل اور ان کے جوابات'' کے عنوان سے ادارہ ''خدام الدین'' کے نام جو فقہی وعلمی مسائل آتے حضرت شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہیدؒ اُن میں سے بعض سوالات کے جوابات تحریر فرماتے رہے۔ یہ سلسلہ ایک عرصہ تک چلتا رہا، مختلف دینی وشرعی، علمی وفقہی، تاریخی وسیاسی مسائل پر مدلل انداز کے ساتھ جوابات شائع ہوتے رہے۔ ''خدام الدین'' لاہور کی قدیم فائلوں میں یہ سوالات ایک تاریخی ریکارڈ کی حیثیت رکھتے ہیں جسے ماہنامہ ''الحق'' کے مدیر اعلیٰ مولانا راشد الحق سمیع مدظلہ سے مشاورت کے بعد افادۂ عام کے لئے شائع کیا جارہا ہے۔ (مرتب)

سایۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سوال: (۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک تھا یا نہیں؟ بعض حضرات کہتے ہیں کہ: ''محدث ابن سبع اور امام ترمذی نے لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سایہ نہیں تھا۔''

(۲) یہ حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ قرآن وحدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کہا گیا ہے، اس لیے نور ہونے کی وجہ سے سایہ نہیں تھا، اگر کوئی حدیث ہے تو براہِ کرم ''خدام الدین'' میں شائع فرمائیں۔ (المستفتی: حافظ منور حسین ضیاء، صادق آباد)

جواب: وباللہ التوفیق۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ مبارک ہونے کے بارے میں احادیث کے معتبر اور کتب متداولہ صحاحِ ستہ وغیرہ میں اس مضمون کی کوئی حدیث وارد نہیں، اگر سند صحیح اور نقل قوی سے یہ ثابت ہو جائے کہ بطور معجزہ حضرت فخر موجودات سرورِ کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا تو کوئی مسلمان اس کے تسلیم کرنے میں تأمل نہیں کرسکتا تھا۔

---

* مدیر بزم شیخ الہندؒ گوجرانوالہ

لیکن نقل صحیح اس بارہ میں کوئی موجود نہیں، ہاں! اس بارہ میں البتہ ایک حدیث ہے جسے شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے خصائص الکبریٰ میں مرسلاً نقل کیا ہے، جسے حکیم ترمذی اور ابن سبع کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے۔ (ملاحظہ ہو خصائص الکبریٰ جلد ۱، ص ۶۸)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چاند یا سورج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک زمین پر نہیں پڑتا تھا لیکن یہ روایت کئی وجوہات کی بنا پر غیر قوی اور غیر ثابت اور لائق اعتبار نہیں۔

(۱) اول یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام زندگی دھوپ اور چاندنی میں اُٹھتے بیٹھتے اور چلتے پھرتے رہے، سفر وحضر اور دن رات میں یہ واقعات پیش آتے رہے۔ صحابہ کرامؓ کا ایک بہت بڑا مجمع آپ کے ساتھ رہتا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ہر نقل وحرکت، آثار وحالات، کیفیات وواقعات کو محفوظ رکھتے اور پھر اُسے بیان کرتے، اگر یہ واقعہ واقعی معجزہ کے طور پر ثابت ہوتا تو صحابہ کرامؓ کی ایک بہت بڑی جماعت نے اس کی روایت کی ہوتی۔ مختلف اور غیر محصور اوقات میں ظاہر ہونے والے اس واقعہ کو اکثر صحابہؓ نے دیکھا اور بیان کیا ہوتا اور حد تواتر کو پہنچتا لیکن احادیث کے اتنے بڑے ذخیرہ میں صرف ایک حدیث کا اس مضمون سے متعلق ملنا صرف ایک ہی راوی سے اور پھر وہ حدیث بھی بلحاظ سند ضعیف اور مرسل اس بات کے خلاف واقعہ ہونے کی دلیل ہے۔

(۲) یہ حدیث مرسل ہے اور محدثین کا ایک بہت بڑا طبقہ مرسل حدیث کو حجت نہیں سمجھتا۔

(۳) اس حدیث کا پہلا راوی عبدالرحمٰن بن قیس زعفرانیؒ بالکل ضعیف اور مجروح اور ناقابل اعتبار ہے بلکہ بعض محدثین کی تصریح کے مطابق جھوٹی حدیثیں وضع کرتا تھا جیسا کہ ابن مہدی، امام بخاری، امام احمد، نسائی، حاکم، ابوزرعہ (رحمہم اللہ تعالیٰ) کے اقوال اس کے بارہ میں کتب رجال وغیرہ میں موجود ہیں۔

(۴) دوسرا راوی عبدالملک بن عبداللہ بن الولید بھی مجہول الحال ہے، کتب متداولہ اس کے بارہ میں ساکت ہیں۔

بعض حضرات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ ہونے پر اس سے استدلال کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے قرآن میں نور فرمایا ہے تو اس قسم کا استدلال بھی بالکل قابل اعتنا نہیں۔ ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن اور حدیث میں بایں معنی نور نہیں کہا گیا کہ اس عالم آب وگل اور عناصر اربعہ کی کیفیات واثرات آپ میں نہ تھے بلکہ عقلاء اور اہل علم وفہم کا اتفاق ہے کہ

اس سے مراد نورِ ہدایت وتبلیغ اورذریعہ رشدو صلاح ہونا ہے۔ کفروضلالت، شرک و جہالت کے اندھیرے اس نورِ ہدایت کے تبلیغ ودعوت سے روشنی میں بدل گئے۔اس لحاظ سے دیگر انبیاء بلکہ صحف سماویہ اور قرآن مجید کوبھی نور سے تعبیر کیا گیاہے یا صحابہ کرامؓ کو نجوم ہدایت کہا گیا ہے۔ جس طرح عرف میں کسی کو مینارِ ہدایت، روشنی کا مینار کہاجائے جس کا کبھی یہ مطلب نہیں لیا جاتا کہ ان اشیاء میں عالم عناصر کے آثارولوازمات معدوم ہیں، یا یہ چیزیں ہوا کی طرح غیر مرئی ہیں یا ان اشیاء سے چراغ اور بلب کی طرح ظاہری روشنی بھی پھیل رہی ہے۔

بعض حضرات نے سایہ نہ ہونے کی یہ توجیہ کی ہے کہ حضورصلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر فرشتوں یا رحمت کے بادلوں کا سایہ رہتا تھا۔ یہ اگر ثابت بھی ہوتو دوسری صحیح وصریح روایات اس کے معارض وجود ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی حدیث میں دوبارہ ہجرت بروایت عائشہؓ مذکور ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دھوپ کی شدت کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی چادر کا سایہ کرایا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تظلیل چادر(چادر کا سایہ) کرانے کے بارہ میں حجۃ الوداع وغیرہ میں بھی منقول ہے (ملاحظہ ہوشرح مواھب للزرقانی ج۱،ص ۳۵۰)اس لیے یا تو سایہ نہ ہونے کی حدیث کو بمقابلہ ان روایات کے غیر ثابت قرار دیا جائے اور یا یہ کہا جائے کہ پہلے ایسا ہوگا بعد میں یہ صورت نہ رہی۔ علامہ قسطلانیؒ نے مواہب میں اسی صورت کو اختیار کیاہے کہ بعثت سے قبل یا بعض اوقات آپ پر فرشتوں اور بادل کا سایہ رہتا تھا اور بعد از بعثت یا بعض اوقات آپ پر سورج کی دھوپ ہوتی تھی،جس کی وجہ سے چادر وغیرہ کے سایہ کرانے کی ضرورت پڑتی۔ملخصاً ''امدادالمفتیین'' ص۴۴، رسالہ ''مأمول القبول فی ظل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ''از مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ سابق مفتی دارالعلوم دیوبند۔ (خدام الدین،۲۴ رمئی ۱۹۶۳ء)

شوال کے چھ نفلی روزے

سوال: رمضان المبارک کے بعد شوال المکرّم کے نفلی روزوں کا کیا حکم ہے؟ (شفیق مسلم عفی عنہ)

جواب: شوال کے چھ روزوں کے بارہ میں احادیث وروایات میں بہت فضائل وارد ہوئے ہیں،ترمذی شریف میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام رمضان ثم اتبعہ بستٍ من شوال فذلك صیام الدھر (ترمذی ص۹۴،مشکوٰۃ شریف ودیگر کتب)

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رمضان کے روزے رکھ کر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ صیام الدہر ہے یعنی زندگی بھر کے روزوں کا اجر اُسے ملے گا۔''

اس حدیث کی وجہ سے علماء نے ان چھ نفلی روزوں کو مستحب کہا ہے۔ یہ حدیث ابوایوب انصاریؓ کے علاوہ حضرت جابرؓ، ابوھریرۃؓ اور ثوبانؓ سے بھی مروی ہے۔

ان روزوں کی ترتیب کے بارہ میں علماء کی رائے یہ ہے کہ رمضان کے بعد یوم العید کے متصل شروع کیے جائیں کیونکہ ایک روایت ہے :ویلحق ھذا الصیام برمضان ۔''یہ روزے رمضان کے ساتھ ملا دیئے جائیں گے۔''

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے بارہ میں مروی ہے کہ وہ مہینہ کی ابتداء سے ان روزوں کا رکھنا پسند کرتے تھے، واختار ابن المبارك ان یکون ستة ایام من اول الشهر(ترمذی جلد۱، ص۹۴) ہاں! متفرق طور پر(روزے) رکھنے کا جائز ہونا بھی مروی ہے مگر مسنون اور اولیٰ پہلی ہی صورت ہے، واللہ اعلم ۔(خدام الدین، ۵/اپریل ۱۹۶۳ء)

بچے، لنگڑے اور نابینا کی امامت

سوال: ہم ایک دیہات کے رہنے والے ہیں جہاں کوئی ایسا عالم نہیں جو ہماری رہنمائی کرسکے، براہِ کرم حسب ذیل مسائل کا جواب دیں۔

(۱) کیا چودہ (۱۴) سال کے لڑکے کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟

(۲) لنگڑے اور نابینا کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟

(حافظ شیر محمد ضلع جھنگ)

جواب: وباللہ التوفیق (۱)اگر چودہ سال کی عمر میں لڑکے میں بلوغ کی علامات ظاہر نہ ہوں تو وہ نابالغ ہے کیونکہ علاماتِ بلوغ (احتلام وغیرہ) کے ظاہر نہ ہونے کی صورت میں مُفتیٰ بہ قول صاحبینؒ کا یہ ہے کہ مدتِ بلوغ پندرہ (۱۵) برس ہے اور نابالغ کی نماز نفلی ہے اس لیے فرض نمازوں میں اس کی اقتداء جائز نہیں ۔ ہاں! اگر بلوغ ہونا اس عمر میں ثابت ہو چکا ہے تو جائز ہے۔

(۲) لنگڑے اور نابینا کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے۔ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ کے موقع پر حضرت علیؓ اور دیگر حضرات کی موجودگی میں مدینہ منورہ میں جماعت کی امامت حضرت عبداللہ بن مکتومؓ کے سپرد فرمائی جو کہ نابینا تھے۔ واللہ اعلم (''خدام الدین''، ۲۶/جولائی ۱۹۶۳ء)

''قادیانی مسئلہ، مستقبل کے اندیشے اوران کا حل''

ستمبر ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے نتیجہ میں قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم قرار دیا گیا۔جنوری ۱۹۷۵ء میں ''قادیانی مسئلہ، مستقبل کے اندیشے اور ان کا حل'' کے عنوان سے شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے یہ سوالنامہ تحریر کرکے جانشین حضرت الامام لاہوریؒ حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کی خدمت میں بھیجا اورانھوں نے اس کا جواب تحریر فرمایا،افادہ کے لیے یہاں شامل کیا جارہا ہے۔(مرتب)

محترم المقام زید مجدکم !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

قادیانی مسئلہ کا بہترین حل تاریخ اسلامی کا ایک زرّیں حصہ بن چکا ہے،جن لوگوں نے جس درجہ میں بھی اس جہاد میں حصہ لیا۔ان شاء اللہ یہ چیزان کے لیے بارگاہِ ایزدی اور بارگاہِ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں خوشنودی اور سرخروئی کا باعث بنے گی۔قادیانی فیصلہ آقائے مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر نام لیوا کے لیے بے پناہ جذبات اور مسرتوں کا باعث بنا۔''الحق'' اس موقع پر زیر ترتیب شمارہ میں آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ملت اسلامیہ کے ایسے جذبات، احساسات کا ایک حسین گلدستہ پیش کرنا چاہتا ہے ۔چونکہ آپ بھی اپنی استطاعت کے مطابق اس جہاد میں شریک رہے ہیں۔اس لیے ملت محمدیہ کے ایک نامورفرزند اور ایک دردمند خادم کی حیثیت سے اس گلدستہ میں چند پھول شامل کرنے کے لیے حسب ذیل سوالات کا جواب ایک یا دوصفحوں میں (یا چندسطروں ہی میں)اولین فرصت میں ارسال فرمادیجئے۔

☆ قادیانی مسئلہ کے اس حل پرآپ کے احساسات ،جذبات اور تاثرات کیا ہیں؟

☆ قادیانی فتنہ کے دینی اور سیاسی اثرات ملک وبیرون ملک پوری دنیا میں پھیل چکے ہیں؟

☆ اقلیتوں کے تحفظ کوملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کیا مسلمانوں کی ذمہ داری اس فیصلہ پرختم ہوگئی؟

☆ یااس فتنہ کے مہلک اثرات کا تعاقب واحتساب جاری رکھنا ہوگا؟

☆ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کا طریق کار اور لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے؟

(حضرت مولانا)سمیع الحق (شہیدؒ)

ایڈیٹر ماہنامہ ''الحق''،اکوڑہ خٹک

مکرمی ومحترمی! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے مزاج بخیر ہوگا۔

گرامی نامہ موصول ہوا لیکن افسوس کہ بے پناہ مصروفیات کی وجہ سے آپ کی خواہش کے مطابق فوری جواب نہ دے سکا، امید ہے کہ معذرت قبول فرمائیں گے، آپ کے سوالات کافی تفصیل طلب ہیں تاہم آپ کے شدید اصرار اور تقاضے کے پیشِ نظر فوری طور پر مختصر جوابات تحریر کررہا ہوں۔

۱۔ آپ کا پہلا سوال یہ ہے کہ ''قادیانی مسئلہ'' کے حل پر آپ کے احساسات وجذبات اور تاثرات کیا ہیں؟ ایک مسلمان کی حیثیت سے پاکستان کی نیشنل اسمبلی کے اس فیصلے پر مجھے اس طرح خوشی اور مسرت ہوئی ہے جس طرح تمام عالمِ اسلام کے مسلمانوں کو ہے، لیکن میں کسی خوش فہمی یا غلط فہمی کا شکار بھی نہیں ہوں! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ابھی ہمارے کام کی ابتداء ہے اور عالم اسلام کے مسلمانوں کو عموماً اور پاکستان کے مسلمانوں کو خصوصاً اب بھی اسی اتحاد اور یکجہتی کی ضرورت ہے جس کا عملی مظاہرہ انھوں نے تحریک ختم نبوت (۱۹۷۴ء) کے دوران کیا ہے۔ میری دیانت دارانہ رائے یہ ہے کہ ہمیں جو تھوڑی بہت کامیابی حاصل ہوئی ہے وہ ملت اسلامیہ کے اتحاد، اجتماعی فکر، بے لوث اور پُرخلوص جدوجہد، پُرامن، پائیدار لگن اور مشترکہ پلیٹ فارم کی رہین منت ہے۔

اگر خدانخواستہ ہم نے اِن میں سے کسی ایک چیز کو بھی نظرانداز کردیا تو ہمارا انتہائی خطرناک، ہوشیار اور عیار دشمن اس سے فائدہ اٹھا کر ہمارے عظیم اسلاف کی عظیم قربانیوں، ہماری بے مایہ کوششوں اور ہمارے مجاہدین ختم نبوت کے خونِ شہادت کو بے نتیجہ بنانے کی کوشش کرے گا۔

۲۔ میرا خیال ہے کہ قادیانی فتنہ کے ''دینی'' یا سیاسی اثرات عالمگیر نہیں لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ہماری غفلت شعاری کی بدولت قادیانیوں نے بعض ممالک میں کامیابیاں بھی حاصل کی ہیں لیکن پاکستان کی قومی اسمبلی کے تاریخ ساز فیصلہ کے بعد اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک ان کی کمر ٹوٹ گئی ہے تاکہ ان کی رہی سہی قوت کو بھی توڑا جاسکے۔

۳۔ مسلمانوں کی ذمہ داری کسی فتنہ کی عارضی اور وقتی بیخ کنی تک محدود نہیں جب تک فتنہ ختم نہ ہو جائے، اس وقت تک ایثار، لگن، کوشش وسعی اور اتحادِ فکر وعمل کی انتہائی ضرورت ہے، ذمہ داری اس وقت تک ختم نہیں ہوتی جب تک فتنہ کا نام ونشان باقی ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ اس کے بعد بھی ذمہ داری ختم نہیں ہوتی کیونکہ مسلمان اسلام کا محافظ ہے اور محافظ کو ہر وقت تیار رہنا چاہیے خواہ امن ہو یا جنگ، دشمن اور ڈاکو کا پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کب حملہ آور ہوگا؟ اس لئے ذمہ داری ختم ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۴۔　آپ کے چوتھے سوال کا جواب میرے مذکورہ جوابات کے ضمن میں آ گیا ہے۔

۵۔　اب رہا یہ سوال کہ اس کا طریق کار اور لائحہ عمل کیا ہونا چاہئے؟ تو گزارش یہ ہے کہ نیشنل اسمبلی کے فیصلے کے بعد ذمہ داریاں عوامی سطح سے بڑھ کر حکومتی سطح تک پھیل جاتی ہیں، عوام کا کام یہ ہے کہ وہ اس تحریک کو پُرامن رہتے ہوئے اپنے آخری اور منطقی نتائج تک پہنچانے کے لیے ہر قسم کی مالی، جانی اور زبانی قربانیوں کو جاری رکھیں، علماء، طلباء اور سیاسی زعماء ستانے کے بجائے کامیابی کے آخری مراحل تک پیش قدمی جاری رکھیں اور حصولِ مقصد کی راہ میں جو رکاوٹیں حائل ہیں ان کو دور کرنے کے لیے اجتماعی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں، اس کے لیے ضروری ہے کہ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کو نہ صرف یہ قائم رکھا جائے بلکہ مزید فعال بنایا جائے اور اس کی بیرون ملک میں شاخیں قائم کی جائیں اور ان ممالک میں جہاں قادیانی زہر سرایت کر چکا ہے وہاں تبلیغی مشن بھیجے جائیں جو وہاں کے لوگوں کو قادیانی فتنہ کی اسلام دشمن سرگرمیوں اور عالم اسلام کے متعلق خطرناک عزائم سے آگاہ کریں۔

حکومت کو چاہیے کہ وہ سفارتی سطح پر تمام دوست ممالک کو اس خطرناک تحریک کے نتائج وعواقب اور مضمرات سے باخبر کرے اور تمام اسلامی ممالک سے سفارش کرے کہ وہ قادیانیوں کو اپنے ملک میں غیر مسلم اقلیت قرار دیں اور قادیانیوں کی سرگرمیوں پر گہری نظر رکھیں۔

اندرون ملک حکومت کی سب سے اہم اور پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ اسلام کے نام پر قادیانیوں کی کافرانہ تبلیغ کا سد باب کرے، ان کو شعائر اسلامی اور اصطلاحاتِ اسلامی کے استعمال سے روک دے اور ان کے زہریلے اور مہلک لٹریچر کو ضبط کر کے علماء کا ایک بورڈ بنائے جو قادیانیوں کے لٹریچر کے فاسد اثرات کو ختم کرنے کے لیے عوام کے لیے اسلامی تعلیمات کا حامل لٹریچر تیار کرے اور اس لٹریچر کو شائع کر کے اندرون ملک اور بیرون ملک بھیجا جائے۔

اس کے علاوہ دستور میں جہاں یہ درج ہے کہ ''ایک مسلمان جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے مفہوم مندرجہ آئین پاکستان دفعہ ۲۶ شق نمبر ۳ کے خلاف عقیدے کا اعلان یا اس کے خلاف تبلیغ کرے وہ قابل سزا وتعزیر ہوگا۔ اس میں ''ایک مسلمان'' کی جگہ ''جو شخص'' کا لفظ درج کیا جائے کیونکہ ایک مسلمان کے متعلق تو یہ سوچا بھی نہیں جاسکتا کہ وہ ایسے لغو اور بیہودہ عقیدے کا اعلان یا پرچار کرے گا۔ ''جو شخص'' کا لفظ چونکہ عام ہے اس لیے اس کی موجودگی میں اگر کوئی مدعی اسلام یا کوئی جدید مرتد ایسا کرے گا تو موجب سزا وتعزیر ہوگا۔　　(حضرت مولانا) عبیداللہ انورؒ

(انجمن خدام الدین، شیرانوالہ لاہور، ۱۰؍جنوری ۱۹۷۵ء)

شیخ الحدیث مولانا محمد انوار الحق مدظلہ
مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ

سود اور اس کے معاشی نقصانات

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ o فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ (البقرة:۲۷۸۔۲۷۹)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ باقی سود رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو۔ اگر تم نے نہ چھوڑا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے اور اگر توبہ کر لو تو اصل مال تمھارا تمہارے واسطے ہے نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم : ایاك والذنوب التی لا تغفر، الغلول فمن غل شيئا أتى به يوم القيامة، واكل الربا فمن أكل الربا بعث يوم القيامة مجنوناً يتخبط ، ثم قراء الذين ياكلون الربوا لا يقومون الاكما يقوم الذی يتخبطه الشيطٰن من المس (المعجم الكبير للطبرانی)

محترم سامعین ! آج کے اس پرفتن دور میں ہر روز ایک نئے فتنے کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور اس کے نتیجے میں ہر شخص پریشان ہے، روز بروز حالات مزید بگڑتے جا رہے ہیں اور خصوصا معیشت وروزگار کا شعبہ انتہائی تنزل کا شکار ہو چکا ہے، غریب دو وقت کے کھانے محتاج ہے، کاروباری لوگ مالی خسارے کا رونا رو رہے ہیں، ایک افراتفری کا ماحول بنا ہوا ہے مگر ان تمام حالات کے ذمہ دار آخر کون ہیں؟ اور اس پریشانی کا سبب کیا ہے؟ ان کے محرکات کیا ہیں؟ اور اس کا علاج کیا ہے؟ آج ان شا اللہ اس موضوع پر کچھ گفتگو کرنے کی کوشش کروں گا۔

میرے محترم سامعین! اسلام دین فطرت ہے، اسلام نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے وہ تمام کام اگر ایک طرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثواب کے ہیں تو دوسری طرف یہ کام ہمارے لئے دنیاوی طور پر

بھی کار آمد اور کامیابی کے ہیں اور جن منہیات سے منع فرمایا ہے وہ تمام امور ہمارے لئے ایک طرف اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہیں تو دوسری طرف ہمارے دنیوی نقصانات اور پریشانی کا باعث ہیں،اب ہم اپنے دن رات کے تمام اعمال پر نظر دوڑائیں کہ ہم کتنے کام دین اسلام کے مطابق اور کتنے خلاف کررہے ہیں۔

بہر حال !ان تمام پریشانیوں کا سبب اسلامی احکامات سے روگرانی ہے، آج اگر ہم معیشت وروزگار کے معاملے پر ٹھنڈے دل سے غور کریں تو ہم اپنے کاروبار وتجارت ولین دین کے معاملات تقریبا سو فیصد سودی طریقہ کار پر کررہے ہیں، حالانکہ سود کاروباری تباہی کا نام ہے،سود وہ خطرناک مرض ہے جو ایک معمولی عضو کو لگ جائے تو تمام بدن کو لاحق ہوکر بدترین موت پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔

اس سود کی وجہ سے ہی صرف کاروبار تباہی وتنزل ہی نہیں بلکہ آدمی اخلاقی ومعاشرتی اقدار جیسا خیر خواہی، ہمدردی، محبت ایثار، بھائی چارہ، صلہ رحمی، شفقت، رحم سے بھی محروم ہو جاتا ہے اور خود غرضی، کنجوسی، سنگ دلی،ظلم و جبر، مطلب پرستی،خود پسندی، بے رحمی جیسی مذموم عادات کا مالک ہوکر معاشرے کا بدترین شخص بن جاتا ہے۔

محترم حضرات! حرام ذریعہ آمدنی میں سب سے مذموم اور اکبر الکبائر گناہ سود ہے جس کے بارے میں قرآن وحدیث میں بڑی سخت ترین وعیدات ذکر ہیں اور صرف سود کے بارے میں ہی نہیں بلکہ سود کے تمام متعلقات کے بارے میں سخت عذاب کا بیان ہے .چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُ وْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ (البقرۃ:۲۷۹)

ہم اگر اس آیات مبارکہ کے مضمون پر غور کریں تو اس سے بڑھ کر سخت وعید کفر کے بعد کسی بھی گناہ کے بارے میں ذکر نہیں ہوئی کہ سود خور کو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔تو ہم اس پر سوچیں کہ رزق کا مالک، کائنات کا مالک، تمام خزانوں کا مالک مالک کل جس کے خلاف جنگ کا اعلان کرے تو وہ شخص کہاں سکھ کا سانس لے سکتا ہے۔ وہ اپنے کاروبار وتجارت میں ترقی کیسے کر سکتا ہے؟ لازمی بات ہے وہ خسارہ اور تنزل کا شکار ہوگا اور یہ شخص دنیا وآخرت میں بدبختی، ذلت ورسوائی اور تباہی سے ہی ہمکنار ہوگا۔اس سے معلوم ہوا کہ سود کتنا عظیم گناہ اور جرم ہے،سود خود صرف دنیا ہی میں نہیں بلکہ آخرت میں بھی سخت عذاب کا مستحق ہوگا جیسا کہ خطبہ میں حدیث مبارک ذکر کی۔

قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم : ایاك والذنوب التی لا تغفر، الغلول فمن غل

شيئا أتى به يوم القيامة، واكل الربا فمن أكل الربا بعث يوم القيامة مجنوناً يتخبط ، ثم قراء الذين ياكلون الربوا لا يقومون الاكما يقوم الذى يتخبطه الشيطٰن من المس (المعجم الكبير للطبرانى)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گناہوں سے بچو جس کی مغفرت نہیں ہوتی، مال غنیمت کی خیانت ہے بچو جس نے مال غنیمت میں خیانت کی تو قیامت کے دن اس چیز کے ساتھ پیش ہوگا (یعنی اس سے مطلوبہ چیز کا مطالبہ کیا جائے گا) اور دوسرا سود خوری سے بچو کیونکہ سود خور قیامت کے دن ایسی حالت میں اٹھے گا کہ مجنون ہوگا، اور حواس باختہ ہوگا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

حدیث مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ جب قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی قبر سے اٹھائے جائیں گے تو سود خود اپنی قبر سے ایسی حالت میں اٹھے گا کہ اس پر جنون کی سی کیفیت ہوگی اور ذہنی توازن کے خراب ہونے والے شخص کی طرح عجیب عجیب حرکات کرے گا، تو سب لوگ اس کو اس حرکت کی وجہ سے پہچان لیں گے کہ یہ سود خور ہے اور اسی ذلت آمیز حرکات کے ساتھ جہنم کی طرف روانہ ہوگا۔

اسی طرح جو صحیح طریقے سے اپنی تجارت کرتے ہیں اور سود کی لعنت سے خور کو محفوظ رکھتے ہیں ان کے بارے میں خوشخبریاں ہیں، جیسا کے سچا اور امانتدار تاجر کے بارے میں ارشاد نبوی ہے کہ

عن ابی سعید رضی اللّٰہعنہ عن النبیؐ قال: التاجر الصدوق الامین مع البنین والصدیقین والشھدا (ترمذی ۱۲۰۹) حضرت ابی سعیدؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن انبیا صدیقین اور شہدا کے ساتھ ہوگا۔

محترم سامعین! اب اس حدیث کی روشنی میں ہم سوچیں کہ جب ایک طرف جنون کی حالت رسوائی، ذلت اور عذاب کا ذکر ہے تو دوسری طرف بغیر سود کے امانت اور دیانت کا کاروبار انبیا کرام علیہم السلام، صدیقین اور شہداد کا ساتھی بن جاتا ہے، جو عزت، عظمت، کامیابی اور سرخروئی ہے۔ ہم نے اپنے معاشرے میں اس بات کا بھی اپنی انکھوں سے مشاہدہ کیا ہے کہ سود خور کا مال اگرچہ جو ظاہری بہت معلوم ہوتا ہے مگر اس میں ذرہ برابر بھی برکت نہیں ہوتی اور وہ روز بروز مال کی زیادتی اور حرص میں مزید پریشان ہوتا جاتا ہے اور اس کا مال کسی اچھے مصرف میں صرف بھی نہیں ہوتا۔

میں اکثر یہ بات آپ حضرات کو بیان کرتا ہوں کہ مال کا مدخل اور مخرج ایک ہوتا ہے یعنی جس

طریقے سے مال آپ کی زندگی میں داخل ہوا اگر وہ طریقہ حلال ہے تو یہ مال باہر بھی اسی راستے سے ہوگا یعنی حلال جگہ پر خرچ ہوگا اور اگر مال حرام طریقے سے آپ کو ملا تو پھر یہ خرچ بھی حرام کاموں میں ہوگا اور بے فائدہ جگہوں اور کاموں میں خرچ ہوگا۔ بہرحال! ہم مال کو زیادہ کرنے کی فکر میں سود کا سہارا لیتے ہیں کہ اس سے مال میں بڑھوتری آئے گی اور ظاہری طور پر ہم کو وہ مال زیادہ محسوس ہوتا مگر اس کا انجام خاتمہ ہے، یہ مال کو جڑ سے اکھاڑ کر ختم کرتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے **يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِي الصَّدَقٰتِ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ** (البقرة:۲۷۶) ''اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے گناہگار کو پسند نہیں کرتا۔''اس آیت کے ضمن میں اکثر مفسرین حضرات نبی کریمؐ کا یہ ارشاد مبارکہ نقل کرتے ہیں کہ ان الربا وان کثر فان عاقبته تعبیر الی قل(رواه البهيقى ٥١٢٣) ''بے شک سود سے مال زیادہ بھی ہو جائے مگر آخری انجام مال کا ختم ہونا ہے''یعنی کچھ دن تو مال زیادہ محسوس ہوتا ہے مگر سودخور آخر کار ذلت اور رسوائی کا شکار ہوکر قرضوں کی دلدلوں میں پھنس جاتا ہے، ہم میں اکثر لوگ یہ سوچتے ہوں گے کہ فلاں تو سود کا کاروبار کرتا ہے اور اچھے گھر، گاڑی اور مزوں کی زندگی بسر کر رہا ہے تو ہماری غلط فہمی ہے، وہ بڑا پریشان حال ہوتا ہے اسے کوئی راحت وآرام ، سکون ، اطمینان کی زندگی میسر نہیں ہوتی کیونکہ راحت و آرام سکون و اطمینان تو اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہے اور سودخود تو اللہ تعالیٰ کی لعنت میں گرفتار رہتا ہے تو لعنتی انسان کس طرح آرام اور خوشی حاصل کرسکتا ہے ،سود وہ خطرناک ترین جرم ہے جس میں مبتلا ہر شعبہ لعنت یافتہ ہوتا ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ لعن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم آکل الربا، ومؤ کله و کاتبه و شاهد به وقال هم سواء(مسلم ۱۲۱۹/۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعنت فرماتے ہیں سود کھانے والے پر،سود دینے والے پر،سودی حساب کتاب لکھنے والے پر اور سودی لین دین پر، گواہی دینے والے پر اور نبی کریمؐ نے فرمایا کہ یہ تمام افراد اس گناہ میں برابر ہیں۔

مطلب حدیث مبارک کا یہ ہے کہ یہ تمام افراد جو سود کے کسی بھی شعبے میں کام کر رہے ہیں مگر وہ یہ اتنا سنگین گناہ ہے کہ اس کا وبال سب پر پڑ رہا ہے اور اس کی سزا سب کو برابر دی جائے گی۔

محترم سامعین گرامی! سود سے بڑھ کر عظیم گناہ نہیں ہے مگر ہمارے معاشرے میں اس عظیم و گناہ کی سنگینی کو نظر انداز کیا جاتا ہے اور مختلف حیلے بہانے بنا کر سودی لین دین کی جاتی ہے، ہم معاشرے میں زنا کو بڑا خطرناک جرم اور بڑا عظیم گناہ کے طور پر جانتے ہیں اور واقعی انتہائی گھٹیا اور بڑا جرم ہے مگر جب سود اور زنا کا توازن کرتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سامنے آتا ہے کہ درهم ربا یاکله الرجل وهو

يعلم اشد من ستة وثلاثين زنية (رواه) سود کا ایک درہم بھی ایک شخص کھالیتا ہے اور اسے یہ معلوم ہو کہ ہر سود ہے، تو یہ ۳۶ بار زنا سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے۔

عن انس بن مالكؓ قال: خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر الربا و عظم شانه فقال اسی طرح ایک دوسری روایت حضرت انسؓ سے منقول ہے: ان الدرهم يعيبه الرجل من الربا اعظم عند الله فى خطيئة من ست و ثلاثين زنية يزينها الرجل وأدبى الرجاء عرض الرجل المسلم (رواه البيقهي في شعب الا ميان ٣٦٥/٧) "حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور اس میں سود کی تاکید کے ساتھ مذمت فرمائی اور فرمایا کہ جو شخص سود کا ایک درھم بھی کھالے یہ شخص اللہ تعالی کے نزدیک گناہ کے اعتبار سے ۳۶ بار زنا کرنے والے شخص سے بھی زیادہ عظیم گناہ کرنے والا ہے اور سب بڑا سود مسلمان کی عزت پر حملہ آور ہونا ہے۔''

محترم دوستو! متعدد احادیث مبارکہ میں سود کی بڑی سخت مذمت اور سود خور کے بارے میں وعیدات بنائی ہوئیں ہیں اور اس گناہ کی وجہ سے مختلف قسم کی آفات و بلیات کا نزول ہوتا ہے، ہم آج جس پریشانی و مصیبت میں مبتلا ہیں اس میں سود کا بھی اہم کردار ہے۔ اگر ہم اس لعنت سے جان چھڑا لیں اور بغیر سود کے قرض، لین دین، کاروبار اور تجارت شروع کریں ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارے کاروبار وتجارت میں بہت ہی برکت ہوگی اور اللہ تعالیٰ مزید ترقی عطا فرمائے گا۔ اکثر مجھ سے لوگ کاروبار میں خیر و برکت کے لئے وظائف اور تعویز کا مطالبہ کرتے ہیں تو وظائف وغیرہ سودی نظام تجارت میں موثر نہیں ہوتے جب ہم آج عہد کریں کہ سودی لین دین، تجارت و کاروبار اور قرض سے مکمل اجتناب کریں گے تب ہی ہم اس بدترین گناہ سے بچ سکیں گے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ مغرب کی نقالی کرتے کرتے آج کی تقریباً تمام امت مسلمہ اس لعنتی نظام میں مکمل جکڑ کر اللہ اور اللہ کے رسولؐ سے اعلان جنگ کر چکی ہے اور اپنے ذہنوں میں یہ تصور بٹھا چکے ہیں کہ اس نظام سے ایک منٹ کا چھٹکارا بھی ناممکن ہے۔ اسی ضمن میں یہ بات یاد رہے کہ موجودہ حکومت یہ اعلان کر چکی ہے کہ آئندہ پانچ سال میں اس لعنتی سودی نظام سے جان چھڑا لیں گے جبکہ یہ ایک خوشنما اعلان اور لالی پاپ کے سوا کچھ نہیں کہ سود سے متعلق فیڈرل شریعت کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں دائر اپیلیں واپس لی جائیں گی، اس سلسلہ میں جلد ملک بھر کے جید علماء فقہاء ومفتیان کرام کا اجتماع منعقد کیا جارہا ہے جس میں اس خوشنما اعلان پر باقاعدہ بحث ہوگی۔

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی
مہتمم جامعہ ابوہریرہؓ خالق آباد

مولانا سمیع الحق شہیدؒ: علمی محاسن کے پیکر

مولانا سمیع الحق شہیدؒ...... علمی دُنیا کا ایک ایسا عظیم نام ہے جن کے اِرد گرد تقدس و احترام، محبوبیت و مرجعیت، عظمتوں اور رفعتوں کا ہالہ بنا ہوا ہے۔

شہید ناموسِ رسالت مولانا سمیع الحقؒ، یعنی علم و ادب، قلم و کتاب اور قومی و ملی خدمات کا کوہِ ہمالیہ، دعوتی تبلیغی اور جہادی، فتوحات کا نشان، علمی فضائل اور تدریسی کمالات کا مخزن، ادبیات اور تحریر و تحقیق کے دھنی، دیدہ وری اور دانشوری کا عنوان، یہ دولفظی نام آتے ہیں، علمی محاسن، پیکرِ حسنِ عمل، ادبی، دعوتی اور جہادی محاذ کی ست رنگی، قوس وقزح ذہن کے سکرین پر گردش کرنے لگتی ہے وہ تحصیلِ علم کے بعد زندگی کے آخری لمحے تک دارالعلوم دیوبند کے بعد جنوبی ایشیاء کی سب سے بڑی اسلامی یونیورسٹی جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں جامعہ کے طالبانِ علوم کے درمیان علم وفن کے جام لنڈھاتے رہے اور آج بھی ان کے ہزاروں تلامذہ ہر جگہ علم وفن کی روشنی تقسیم کر رہے ہیں۔ افغانستان میں طالبان کی فتوحات، نفاذِ شریعت کی مساعی، قیامِ امن اور اسلامی انقلاب کے پیش منظر میں تکوینی طور پر ان کا لہو بنیاد کا پتھر قرار پایا اور انہیں عظیم تعلیمی، تدریسی اور تربیتی و جہادی کردار میں عالمی سطح پر ''فادر آف طالبان'' قرار دیا گیا۔

انہوں نے اپنی طویل (۶۵ رسالہ) تدریسی زندگی میں ابتلاء و آزمائش، اور فروغِ علم و نفاذِ شریعت کی جدوجہد میں مغرب کی بھرپور یلغار، شدید مقابلے و مزاحمت کے کئی صبر آزما سنگ میل عبور کئے۔ نفاذِ شریعت کے حوالے سے پارلیمنٹ میں جامع ''شریعت پیش بل'' کر کے پورے عالم میں نظامِ شریعت کی جدوجہد کے جھنڈے لہرائے دنیائے علم اور جہادی میدانِ کارزار میں ہزاروں شاگرد تیار کئے، درس و تدریس، تصنیف و تالیف، صحافت و اشاعت، اتحادِ ملت اور وحدتِ اُمت کی مساعی کا صبر آزما شغل بھی اپنائے رہے۔ ان کی خدمات، فتوحات اور علمی و ادبی سیاسی اور قومی و ملی کارناموں کا دائرہ بہت وسیع ہے، وہ مختلف صلاحیتوں کے حامل عبقری انسان تھے۔ ان کا دل شاعر جیسے حساس

ہے۔قلم، ادیب اورمؤرخ کا پایا ہے، دماغ انقلابی عالمِ دین کا ہے،فکر بزرگانِ دین سے ملی ہے، وہ شروع ہی سے دعوت وتبلیغ، اتحادِ اُمت، نفاذِ شریعت کی جدوجہد اورقلم وقرطاس کے شیدائی رہے ہیں، یہ کہنا بہت بجا ہے کہ انہیں دُنیائے علم کی صاحبقرانی ملی ہے۔ انہوں نے تعلیم وتعلّم اور درس و تدریس کے ساتھ تفسیری، حدیثی، نثری اورادبی جوہر کا مظاہرہ بھی کیا ہے۔

وہ تفسیر امام لاہوریؒ، مکاتیب مشاہیر، خطباتِ مشاہیر، زین المحافل شرح شمائل ترمذی، حقائق السنن، اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال، گنبدخضراء کے سائے میں، اے زائرحرم، اسلام کا نظامِ اکل و شرب، کاروانِ آخرت، شریعت بل کا معرکہ، اسلام اورعصرحاضر،صلیبی دہشت گردی اور عالمِ اسلام، دعواتِ حق، خطباتِ حق، قادیانیت، ملت اسلامیہ کا مؤقف،قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ، Taliban as i see them ،جیسی عظیم وضخیم تصنیف وتالیف کا تاجِ زرین سر پرسجائے ہوئے ہیں، ان کے موضوعات کی تحدیدنہیں ہے، بڑے متنوع اورگوناگوں ہیں، علمی ودینی اورتحقیقی موضوعات کے ساتھ ادب وسیاست اور سماج کے سلگتے ہوئے عنوانات کوبھی اپنے قلم سے زندگی بخشتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق شہیدؒ اپنی متنوع صلاحیتوں سے بہت سے میدان تلاش کئے تھے۔اپنی تگ و تاز کی خاطرنئی نئی راہیں اوراپنے اشہب فکر کے لئے بہتر سے بہتر اورخوب سے خوب تر جولان گاہیں تیار کرلیتے تھے۔آپ کو اپنی صلاحیتوں کے لئے دوسرے کا دست نگرنہیں بننا پڑا۔ انسانی تاریخ میں بہت سی شخصیتیں ہیں جن کے نام مخصوص تحریکات و انقلابات، سماجی تغیرات وتبدیلات، نئی اقدار اور روایات، جدیدتحقیقات و انکشافات اورتصنیفات وتالیفات، سیاسیات اور انقلابات کے ساتھ منسلک ہوگئے ہیں، عصر حاضر کا دامن بھی اسی طرح کی عظیم شخصیات سے خالی نہیں ہے آج اگر اکوڑہ خٹک، دارالعلوم حقانیہ کی وجہ سے دنیا بھر میں اپنا منفرد مقام رکھتا ہے۔جس کی عظمت ورفعت کو پوری دنیا سلام کرتی ہے،تو اس کی وجہ یہی ہے کہ اس زمین نے ایسی عظیم ہستیوں کو پیدا کرنے میں فراخ دلی سے کام لیا ہے جن کی دینی، علمی اورادبی ، سیاسی اور سماجی وجہادی خدمات کا دائرہ پوری دنیا میں وسیع ہے۔ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شخصیت دیکھئے جن کے تحریکِ فروغِ علم اورنوکِ قلم سے بیسیوں ضخیم کتب منظر عام پرآئی ہیں۔ان کی لکھی ہوئی تفسیر وشروحاتِ حدیث کی امتیازی شان سے ایک عالَم آگاہ ہے۔

جامعہ حقانیہ کی تعمیرنَو، جدیدکشادہ درسگاہیں اور وسیع ہاسٹلز،عظیم وکشادہ تاریخی دارالحدیث، سہ منزلہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مسجد، عظمتوں کے مینار ہیں۔مولانا شہیدؒ کے اوصاف وکمالات اورسیرت وصورت کو اگر الفاظ کا جامہ پہنایا جائے تو شاید کسی حدتک ان کے شخصی خاکہ کی عکاسی کی جاسکے۔

مولانا شہیدؒ خوب رو، خوش لباس، خوش طبع، خوش وضع، خوش فکر، خوش دِماغ، خوش اخلاق، خوش گفتار، خوش کردار، خوش اوقات، خوش حالات ان کے علاوہ وہ سب کچھ جن کے اظہار کے لئے الفاظ ساتھ نہیں دے سکتے۔آپ اپنی موہنی صورت کی جاذبیت، زبان کی شیرینی وطلاقت، آنکھوں کی مروّت، تکلم کے نغمے وموسیقیت، تبسم کی حلاوت، چہرے کی وجاہت، دل میں آسمان جیسی وسعت، مزاج کی بےنظیر شرافت، کردار کی عدیم المثال نجابت، فنِ علم وادب کا اِنتخاب، ملک میں سیاست وصداقت کا اِفتخار، افغانستان میں طالبان کی تربیت اور اسلامی انقلاب کا مرکزی کردار، ملک وملت کا اعزاز ووقار اور اسلامی دنیا کا اعتبار بنے رہے۔

ادبی ذوق اتنا عمدہ اور طبیعت ایسی لطیف ونظیف کہ میر وغالب کی غزل ان کے خوبصورت، ادیبانہ، ظریفانہ اور حکیمانہ ملفوظات کے سامنے شرما جائے، ساتھ ہی مزاج میں شوخی، دل میں جوانی، طبیعت میں رنگینی بھی ایسی کہ پہلی ملاقات میں خواہ شناسائی ہو یا نہ ہو مزاحیہ کلمات زبان پر جاری ہونے میں تاخیر نہیں ہوتی۔ساتھ ہی انداز میں ادبی چاشنی کیساتھ جاذبیت اور گفتگو میں اتنی مقناطیسیت کہ مجلس خواہ کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو طبیعت میں اُکتاہٹ تو کیا، دل ودماغ میں ایک نئی خوشگوار آندھی آجاتی ہے ۔

نے تخت و تاج میں نے لشکر سپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

بات لمبی ہوگئی کیا کروں ان کے متبرک علم ریز، معاف بیز اور محبت خیز ایام کی ایک ایک بات دماغ میں تروتازہ ہے۔اس لئے سچ پوچھئے مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے متعلق جو کچھ کہنا چاہتا تھا اس کا عشرعشیر بھی نہ کہہ سکا۔صفحات کا دامن بہت تنگ ہے، تاہم ان کی مظلومانہ شہادت کا منظر اب بھی آنکھوں کے سامنے ہے۔

لپٹ لپٹ کے گلے مل رہے تھے خنجر سے
بڑے غضب کا کلیجہ تھا مرنے والوں کا

آج ۲؍نومبر ہے، مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا یومِ شہادت ہے۔اس موقع پر مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے جانشین اور ان کے علوم ومعارف کے امین ماہنامہ ''الحق'' کے مدیر شہیر مولانا راشد الحق سمیع حقانی، شیخ الحدیث مولانا انوار الحق مدظلہٗ کی سرپرستی میں ڈھائی ہزار صفحات پر مشتمل ایک تاریخی دستاویز ماہنامہ الحق کی خصوصی اشاعت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نمبر کی صورت میں چار جلدوں میں منظر عام پر لے آئے ہیں جو بہت بڑا علمی، ادبی اور تاریخی کارنامہ ہے۔

ضبط وترتیب: مولانا مفتی محمد یونس حقانی
رکن حقانیہ میڈیا سیل

شہید اسلام مولانا سمیع الحقؒ: حیات وخدمات کانفرنس

منعقدہ بمقام جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

۲/نومبر ۲۰۲۲ء کو جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں شہید اسلام حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی یاد میں شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق مدظلہ، حضرت مولانا حامد الحق حقانی مدظلہ اور حضرت مولانا راشد الحق سمیع مدظلہ کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان تقریب کا انعقاد کیا گیا، اس تقریب کے انعقاد کا بنیادی مقصد حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی خدمات کو خراج تحسین وخراج عقیدت پیش کرنا تھا، اس پُر وقار تقریب سے ملک بھر سے تشریف لائے ہوئے دینی وسیاسی جماعتوں کے رہنماؤں اور علمی وادبی شخصیات نے اپنے خطاب سے رونق بخشی اور حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شخصیت اوران کے دینی، علمی، اصلاحی، سماجی اور سیاسی خدمات کو اجاگر کیا اور آپؒ کے دینی مساعی، کردار، کارنامے اور جدوجہد کو سراہا۔ کانفرنس میں کثیر تعداد میں گردنواح اور دور دراز علاقوں سے آئے ہوئے علماء طلباء اورعوام الناس نے شرکت کی، اس کے علاوہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے مشائخ، اساتذہ اور طلبہ نے بھی اس تقریب میں شرکت کی، اس تقریب میں اسٹیج سیکرٹری کی خدمات استاد جامعہ ومرکزی جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام مولانا سید یوسف شاہ اور مولانا عرفان الحق صاحبان نے انجام دیں، تقریب کا آغاز حضرت مولانا امجد علی شاہ صاحب کی تلاوت سے ہوا، تقریب سے جن حضرات نے خطبات کئے وہ ذیل میں نذر قارئین ہیں۔

حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب کا خطاب: (خطبہ استقبالیہ)

بہت ہی قابل صد احترام اکابرین امت، علماء کرام اور حضرت مہتمم صاحب شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ، مشائخ واساتذہ ومعزز طلبائے کرام ومجاہدین اسلام! سب سے پہلے آپ سب حضرات کا تہہ دل سے مشکور وممنون ہوں کہ آپ حضرات نے ہمارے عظیم المرتبت، قائد جمعیت، قائد شریعت، شہید اسلام، شہید پاکستان، شہید ناموس رسالت حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے یہاں اس تقریب میں شرکت کو یقینی بنایا، ملک اورصوبہ

کے پی کے کے کونے کونے سے آج یہاں جامعہ حقانیہ میں تشریف لائے اور حضرت مولانا شہیدؒ کے مرقد پر آپ حضرات نے نذرانہ محبت اور خراج عقیدت پیش کیا اسی طرح آپ طلبا نے حضرت شہیدؒ کے ایصال ثواب کے لئے دارالحدیث میں ختم بخاری شریف وترمذی شریف کا بھی اہتمام کیا اور حفاظ نے سورہ یس شریف اور ختماتِ قرآن کا اہتمام کرکے ایصال ثواب کرے پہنچایا، میں اپنی اور حضرت مہتمم حقانیہ کی طرف سے آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ سب ہر سال حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے مشن کو زندہ کرنے کے لئے کبھی اسلام آباد، کبھی لاہور کبھی پشاور اور کبھی حقانیہ میں جمع ہوتے ہیں۔

ہم پاکستان میں بسنے والی ساری قوم سے چاہے پختون ہو یا پنجابی ہو، سندھی ہو یا بلوچی، ہم ان سے محبت کرتے ہیں لیکن اغیار کی سازشوں کی وجہ سے ملک تقسیم در تقسیم کا شکار ہے، باہم دست وگریباں ہیں، ان کے عزائم یہ ہیں کہ یہ قوم شیعہ، سنی، بریلوی اہل حدیث میں تقسیم ہو اور باہمی جنگ وجدال میں مصروف ہوں لیکن میرے قائد حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ پاکستانی عوام کی تقسیم کرنے والی شخصیت نہیں تھے، وہ پوری امت مسلمہ اور پاکستانی قوم کے والد تھے، ان کے استاد تھے، ان کے معلم تھے، انہوں نے اتفاق اور اتحاد کا درس دیا لیکن بدقسمتی سے مقتدر طبقہ اغیار وکفار کی ایماء پر سب کچھ کر گزرتا ہے، علمائے کرام کو وہ دقیانوسی نظروں سے دیکھتے ہیں، مادہ پرستی کا دور ہے اور ہماری سیاست اور سیاستدان بھی مادہ پرستی کے شکار ہیں لیکن حضرت مولانا شہیدؒ کی سیاست نہ مادے کیلئے تھی نہ وہ خود مادہ پرستی کا شکار ہوا وہ ایسی سیاست کو مسترد کرتے تھے۔

انہوں نے کہا صاف واضح اور دوٹوک الفاظ میں بانگ دہل فرمایا کہ چودہ سو سال پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نظام پوری دنیا میں نافذ کرنا ہے۔

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ جیسے لیڈر صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں، ان کو ہم نے بہت قریب سے دیکھا، ان کی قربانیاں، ان کا ایثار سب پر عیاں ہے، ہم کئی دفعہ حکومت میں رہے، اگر ہم چاہتے تو ہم بھی دیگر مقتدر لوگوں کی طرح مزے لوٹ سکتے تھے، نصف صدی سے ہمارا خاندان حکومت میں رہا، پارلیمنٹ میں آیا لیکن نہ ہمارے کارخانے ہیں نہ پمپ ہے، نہ ڈالروں کی بوریاں ہیں، نہ ہمارے محلات ہیں، نہ ہمارے جہاز اور ہیلی کاپٹر ہیں کیونکہ ہم نے الحمدللہ اپنے بڑوں کے حکم پر ہمیشہ حلال کھایا، حلال کمایا، کبھی جمعیت علماء اسلام کے لئے ہم نے کسی سے ایک روپیہ نہیں مانگا لیکن آج ہمیں دیوار سے لگایا جارہا ہے، مولانا سمیع الحقؒ کو شہید کرکے کئی سال ہمیں ملکی اور بین الاقوامی دھمکیاں

ملتی رہی کیوں؟ ہمارا جرم کیا تھا؟ ہمارا قصور کیا تھا؟ اسلئے کہ ہم پاکستان کی بات کرتے ہیں، اسلام کی بات کرتے ہیں، اللہ اور رسولؐ کی بات کرتے ہیں، اتفاق اور اتحاد کی بات کرتے ہیں، یہ بات کرتے ہیں کہ اس ملک میں مذہب کے نام پر فسادات نہ ہوں، یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ہے کہ امت کو متحد کرلو، تفرقہ میں مت پڑو لیکن آج بڑے بڑے مذہبی لیڈر بھی مجبور ہیں اور فرقوں میں تقسیم ہیں، خزانے باہر ملکوں میں کھولے جاتے ہیں لیکن حقانیہ کے حق پرست نہیں بدلنے والے، آج افغانستان بھی ہندوستان کے بجائے پاکستان کو اپنا محسن سمجھے گا، پاکستان سے اور علماء کرام سے وہ محبت کریں گے۔

آج ملک کے اندر افراتفری ہے، اس ملک میں کوئی محفوظ نہیں ہے، ہمارے والد صاحب سمیت یہاں بڑے بڑے علمائے کرام شہید ہوئے اور دیگر سیاسی زعماء بھی شہید ہوئے، صحافی حضرات شہید ہوئے لیکن ہمارے مقتدر ادارے اس قتل عام پر کیوں خاموش ہیں؟ آخر کیوں ان کے قاتل کبھی گرفتار نہیں ہوتے؟ اور ان قاتلوں کو عدالت میں سزائیں بھی نہیں ملتیں؟ کیوں آج مظلوم لوگوں کو عدلیہ میں انصاف نہیں ملتا؟ کیوں پارلیمنٹ کی آنکھوں پہ سیاہ پردے بندھے ہوئے ہیں؟ کیوں پاکستان میں انصاف زمین دوز کردیا گیا ہے؟ اور خصوصاً مولانا شہیدؒ جیسی بڑی سیاسی ہستی کے قاتل کیوں آج تک گرفتار نہ ہوسکے؟ ہمیں کسی بھی حکومت میں انصاف نہیں ملا، ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انصاف کے منتظر ہیں، آنے والے انتخابات میں دینی قوتیں یکجا ہونی چاہیے تبھی اسلامی نظام کی راہ ہموار ہوسکے گی (ان شاء اللہ) آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

حضرت مولانا عبدالواحد صاحب (صوبائی امیر جمعیت علماء اسلام)

میں تمام ساتھیوں کا شکر گزار ہوں، آج حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا یوم شہادت ہے، اس دن کو اس لئے ہم نے اہمیت دی ہے کہ عظیم قائد حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ ناموس رسالتؐ اس دن پر شہید ہوا تھا، آپ کے جانے کا جو خلاء ہے وہ کبھی پُر نہیں ہوگا لیکن اُن کے جانے کے بعد ان کا جانشین آپ کی جگہ پر تشریف فرما ہیں اور ہم ان کے ساتھ بھرپور تعاون کریں گے، ان شاء اللہ ہم نے یہ عہد کیا ہے کہ حضرت شہیدؒ کے ہر مشن کو آگے بڑھائیں گے۔ (ان شاء اللہ)

پیر طریقت حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب (امیر جمعیت علماء اسلام شمالی پنجاب)

جامعہ دارالعلوم حقانیہ ایک بزرگ شخص کے ہاتھ پر بنا اور اس کے للّٰہیت، بزرگی اور اخلاص نے اس کی زندگی پر تو رنگ لایا تھا لیکن آپ کی شہادت کے بعد آپ کے عظیم المرتبت بیٹے حضرت

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شکل میں اس ادارے کیلئے ایک دیوار بنا اوراسکو ترقی کی راہ پر گامزن کیا، علمی لحاظ سے بڑھایا، یہ صرف ان کے اخلاص کی وجہ تھی، اس ادارے کو اللہ تعالیٰ نے وہ قبولیت دی کہ اس میں شیوخ حدیث بھی ہیں، مفسرین بھی ہیں، بڑے بڑے سیاستدان بھی ہیں، آج جو ہم یہاں بیٹھے ہیں تو اس لئے آئے کہ ہم مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے ساتھ یہ عہد کرتے ہیں، آپ کا سکھایا ہوا سبق ہم بھولے نہیں ہیں، آپ کا مشن ہم نے جاری رکھا ہے اور جب تک اسلامی نظام دنیا پر نافذ نہیں ہوگا، یہ حقانیہ کا فرزند چین سے نہیں بیٹھے گا، یہ مولانا عبدالحقؒ کا اخلاص اور مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے خون کا ثمرہ ہے اور اس خون اور لہو کے ثمرات ہمیں پاکستان میں بھی بہت جلد نظر آئیں گے۔(ان شاء اللہ)

حضرت مولانا محمد سعید ہاشمی صاحب (افغانستان)

الحمد للہ افغانستان میں فرزندان حقانیہ نے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں کہ دنیا حیران ہے، میں حقانی خانوادہ کو یہ پیغام اور تسلی دیتا ہوں کہ آپ لوگوں نے جو کام کیا ہے تا قیامت کوئی نہیں بھولے گا اور الحمد للہ! اس قربانی کی برکت سے افغانستان میں امن اور امان اور اسلامی نظام قائم ہوا اور بہت سے لوگوں کو خوشی ملی، میں آپ سب کو افغانستان کی فتح پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے شہادت کو ہم سلام پیش کرتے ہیں۔

مولانا محمد ایوب خان صاحب (جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام شمالی پنجاب)

وہ مرد نہیں جو ڈر جائے حالات کے خونی منظر سے
جس حال میں جینا مشکل ہے اس حال میں جینا لازم ہے

دنیا میں جب سرخ انقلاب برپا ہوا تو مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے قلم اٹھایا اور بالآخر خود مرد میدان بن کر نکلا، لیڈروں کو تیار کیا، ملک پاکستان کو تیار کیا اوراس سرخ انقلاب کا تعاقب کرتے ہوئے اس کو ختم کر دیا اور جب امریکہ آیا اس کی شکست و ہزیمت میں اللہ پاک کی مدد کے بعد سب سے بڑا کردار افغان فرزندان حقانیہ نے ادا کیا۔

مولانا سلطان محمود ضیاء صاحب

شیخ الہندؒ کی تحریک ریشمی رومال جس نے پوری دنیا کے کفر کو ایک شکنجے میں جکڑنے کے لئے جدوجہد کی تھی تو وہ ہمیں شیخ سمیع الحق شہیدؒ میں نظر آتی ہے، جس نے دو سپر طاقتوں کو روس اور امریکہ کے علاوہ پوری دنیا کو شکست دی، مولانا سمیع الحق شہیدؒ پاکستان کا محسن ہے، مولانا شہیدؒ اسلام کا محسن

ہے، ہم ان کے مشن اوران کے نظریئے کوسلام پیش کرتے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب (مہتمم جامعہ ابوہریرہ خالق آباد)

معزز مہمانوں اورسٹیج پر بیٹھے علماء، شیوخ اور قائدین! میں آپ حضرات کا شکریہ ادکرتا ہوں، یہ گلشن شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اورحضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی فریدؒ کی قربانیوں کی وجہ سے آباد ہے، آپ نے اس گلشن کا نتیجہ دیکھا، حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا لہورنگ لایا، ۴۶ ملکوں کا اتحادٹوٹ گیا، وہ تباہ ہوئے، امریکہ ذلیل ہوااور بستر اٹھا کر بھاگ گیا، دارالعلوم حقانیہ تب بھی قائم تھا اورآج بھی قائم ہے اوران شاء اللہ تا قیامت قائم رہے گا، مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے حوالے سے آج کی یہ تقریب اورمبارک اجتماع، دائیں بائیں سامنے بلکہ پوری ملک اوردنیا میں دیکھو آپ کا جذبہ ولولہ افغانستان میں انقلاب کے نئے نئے مراحل میں حضرت مولانا سمیع الحقؒ کا یہ مشن کل بھی زندہ تھا، آج بھی زندہ ہے اورقیامت تک زندہ رہے گا، حقانیہ کل بھی زندہ تھا، آج بھی زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گا، ، حقانیین کا پرچم آج بھی پوری دنیا پرلہرا رہاہے، اوران شاء اللہ قیامت تک لہراتا رہے گا۔

میرے سامنے اس وقت ''نیو یارک ٹائمز'' کی ایک رپورٹ ہے ایک صحافی جیفری گولڈ برگ آیا، دارالعلوم حقانیہ میں آٹھ دس دن گزار کے اس نے رپورٹ تیار کی پھر نیو یارک گیا وہاں یہ رپورٹ پیش کی کہ آج امریکہ سمیت پوری دنیا کے آنکھوں کا مرکز حقانیہ ہے کہ حقانیہ کا خاتمہ کیسے ہو؟ لیکن حقانیہ کی حقانیت اورحضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت مولانا انوارالحق صاحب کا خلوص اورحقانیین کا ایثار اورجذبہ جب تک ہیں تو نہ امریکہ رہے گااور نہ اقوام متحدہ رہے گا بلکہ حقانیہ تا قیامت رہے گا۔

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ 'زین المحافل' شمائل کی شرح لکھ رہے تھے، اس محفل میں مولانا شہیدؒ نے کہا کہ مولانا شبلی نعمانی جب سیرۃ النبی لکھ رہے تھے تو انہوں نے مقدمہ میں ایک شعر لکھا تھا اس مجلس میں مفتی تقی عثانی صاحب بھی تشریف فرما تھے شعر یہ ہے۔

عجم کی مدح کی عباسیوں کی داستان لکھی مجھے چندے مقیم آستان غیر ہونا تھا
مگر اب لکھ رہا ہوں، سیرت پیغمبر خاتم خدا کا شکر ہے یوں خاتمہ بالخیر ہونا تھا

میرے دوستو! اس کے ساتھ ساتھ الحمد للہ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ آپ دیکھ رہے

ہیں، دائیں بائیں حکمت سے، تدبر سے جہاد سے، سیاست سے کام کو آگے بڑھایا، یہ جو آپ کو نظر آرہا ہے، یہ چونا سرخی رنگ وغیرہ نہیں ہے بلکہ یہ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے خون کا رنگ ہے کیونکہ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات جواللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہوجائے، اس کو میت مت کہو بلکہ بل احیاء عند ربھم وہ رب کے ہاں زندہ ہے تو آپ مجھے کہنے دو کہ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ زندہ ہے، ان کا پیغام بھی زندہ ہے، ان کا مشن بھی زندہ ہے اوران کا کام بھی زندہ ہے اور مولانا انوار الحق صاحب کی سرپرستی میں، مولانا حامد الحق کی قیادت میں اور مولانا راشد الحق صاحب کی ہمت، حوصلہ اور ولولہ کی صورت میں یہ زندہ ہے اور زندہ رہے گا ان شاء اللہ اوران کے فرزندوں کی وجہ سے یہ گلشن بھی قائم رہے گا۔

پوری دنیا میں کوئی نہیں دکھا سکتا، کہ جن کے سوانح چار جلدوں میں چھپے ہوئے ہو، یہ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے برکات ہیں اوران کے کارنامے ہیں، مولانا راشد الحق صاحب کے پوری ٹیم کو مبارک باد دینا چاہیئے کہ شب وروز محنت نے رنگ لایا اور پوری دنیا کو اپنے شیخ کے عظمتوں کو پھر سے روشن کردیا، مولانا حامد الحق حقانی صاحب میدان میں اترے، ان کا سیاسی مشن وہ چلا رہے ہیں اور چلاتے رہیں گے، اسی طرح مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی ایک تمنا ایک آرزو تھی، ان کی پوری زندگی تفسیر کی محنت میں گزری، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی خدمات کو آگے بڑھایا، بیماری میں، مشاغل میں وہ تفسیر لکھتا رہا، آگے بڑھتے رہے، لوگو! میں نے بیسیوں تفاسیر دیکھی ہے لیکن مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے مرتب کردہ ''تفسیر لاہوری'' کا جو طرز بیان ہے جو اسلوب ہے وہ دیگر تفاسیر سے الگ ہے۔

مولانا عرفان الحق حقانی (مدرس جامعہ حقانیہ)

پروگرام کے شروع میں جن طلبائے کرام نے اپنی تقریروں سے مولانا شہید رحمہ اللہ کو خراج تحسین پیش کیا اور مختصر انداز میں طلبائے کرام نے اپنی تقریری صلاحیتوں کے جوہر دکھائے اس پر طلبا داد و تحسین کے مستحق ہیں۔ جب مولانا شیر علی شاہ مدنیؒ وفات پاگئے تو اس وقت بھی مدرسہ میں ایک تقریری مقابلہ شروع ہوا، عم المکرّم مولانا سمیع الحق شہیدؒ رات بارہ بجے تک ان طلبائے کرام کے حوصلہ افزائی کے لئے تشریف فرماہوتے اور طلباء کرام کے بیانات طالبانہ انداز اور کلام سنتے تھے، آج اس انجمن کے طلباء نے اپنے اپنے انداز میں ان کی یاد میں اپنے اپنے بیانات پیش کئے، میں انکا شکریہ ادا کرتا ہوں، بالخصوص مولانا حزب اللہ جان صاحب کا کہ ان کے سرپرستی اور نگرانی میں یہ طلباء دن رات مصروف رہتے ہیں، آج کا یہ پروگرام اور یہ جتنے لوگ یہاں پر دور دراز سے تشریف فرما ہیں تو ان کے مشن کو زندہ رکھنے

اورآگے بڑھانے کیلئے یہاں موجود ہیں اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ مولانا شہیدؒ کا مشن زندہ ہے۔

مولانا سید یوسف شاہ صاحب

جس مقصد کیلئے پاکستان بنا ہے، اس مقصد اور اس کام کو پورا کرنے کیلئے مولانا شہیدؒ محنت کررہا تھا، وہ ہمیشہ چاہ رہے تھے کہ اس ملک میں اسلامی نفاذ ہو، شریعت ہو، اتحاد ہو، یکجہتی ہو اور ہمیشہ کہتے رہے کہ یہ ملک اسلام کے بغیر نہیں چل سکتا، آج کل جو حالات آپ کے سامنے ہیں، امن وامان کے حالات بھی آپ کے سامنے ہیں، ملک کی سیاست بھی آپ کے سامنے ہے اس کا حل صرف اورصرف ایک ہے اوروہ اس ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ ہے اور ہم نے عہد کیا ہے کہ مولانا حامد الحق صاحب کی قیادت میں جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے ہم سب نفاذ شریعت کی جدوجہد کریں گے اوراپنے قائد کا جو پیغام ہے وہ پورے قوم کو اور گھر گھر تک پہنچائیں گے۔

حضرت مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ کے دعائیہ اختتامی کلمات

اس پروگرام میں ملک کے کونے کونے سے علمائے کرام تشریف لائے ہوئے ہیں، میں ان سب کو دارالعلوم آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں اور سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں آپ کی آمد یہ اس شخصیت اوران کے کردار کے ساتھ اظہار عقیدت ومحبت ہے، مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا مقام سے نوازا تھا، مولانا سمیع الحق شہیدؒ میرا تو بڑا بھائی تھا، اگر میں ان کے جملہ اوصاف پر مبنی باب کو کھول لوں دوں تو اس میں کئی روز لگ جائیں گے، اسی طرح ان کی علمی، تصنیفی خدمات کا باب کھول دوں تواس پر بھی ہفتے لگ جائیں گے، اگر چہ آپؒ کی شخصیت، خدمات، کارنامے آپ حضرت کے سامنے اظہر من الشّمس ہیں، تواضع اور سادگی آپ کی خاصیت تھی۔ اللہ پاک نے آپ کو متعدد صلاحیتوں سے نوازا تھا، اِن کے خوف سے پاکستان کے ہر شعبہ میں لوگ لرزتے تھے، اللہ پاک نے ان کو ایک رعب دیا تھا اور جہاد کا وہ جذبہ جوان کے دل میں جاگزین تھا، کسی نے ان سے وہ نہیں چھینا، برخوردار مولانا راشد الحق صاحب نے ان کے سوانح پر چار ضخیم جلدوں میں کتاب مرتب کی، جس میں بہت تفصیل کے ساتھ مولانا شہیدؒ کے حیات وخدمات کا احاطہ کیا گیا ہے اور دنیا نے انہیں تسلیم کیا تھا، برطانیہ سے اخبار والے آئے تھے، ان کے پاس پھر ان کے گھر میں دو دو دن رہے تھے بالاخر انہوں نے بھی لکھا کہ ہم اس مرد آہن کو اپنے عزم سے نہیں ہٹاسکتے، اللہ پاک ان کو اجر عظیم عطافرمائے اوران کے شہادت قبول فرمائے اور یہ دارالعلوم کی جدید پانچ منزلہ بلڈنگ وچار منزلہ ہاسٹل ہمارے بھانجے جناب ادریس خٹک صاحب (ایم پی اے) کی ترقیاتی اسکیم کا حصہ ہیں، ہم اِن کی کاوشوں کا دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی*

ارتداد کی طرف بڑھتے قدم!

ایمان کچھ حقیقتوں کو ماننے کا نام ہے، جن میں سب سے اہم اللہ پر، رسول پر، اللہ کی کتاب پر اور آخرت پر ایمان لانا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایمانیات ہی پر زور نہیں دیا؛ بلکہ عبادات، معاملات اور زندگی کے تمام شعبوں میں اپنی ہدایات سے سرفراز فرمایا اور پوری قوت اور تاکید کے ساتھ امتِ مسلمہ کو ان تعلیمات پر کار بند رہنے کی تلقین فرمائی؛ کیوں کہ کسی قوم کے لئے اپنے تشخص کو برقرار رکھنا صرف عقیدہ کے ذریعہ ممکن نہیں؛ بلکہ تہذیب و معاشرت کو بھی اس میں بڑا دخل ہے، ہندوستان میں کتنی ہی قومیں ہیں جو آج ہندوستان کا حصہ بن چکی ہیں، وہ اعتقادی اور نظریاتی اعتبار سے اپنا الگ وجود رکھتی ہیں لیکن انھوں نے دوسری قوموں سے سماجی اور تہذیبی فاصلہ قائم نہیں رکھا، رہن سہن، لباس و پوشاک، خورد و نوش، شادی بیاہ، خوشی اور غم کی تقریبات وغیرہ میں انھوں نے اپنا رنگ برقرار نہیں رکھا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آہستہ آہستہ انھوں نے اپنا تشخص کو کھو دیا اور آج ہندوستان ان کو اپنا ایک حصہ تصور کرتا ہے۔

اس وقت پوری دنیا میں اس بات کی کوشش کی جارہی ہے کہ مسلمانوں کو ان کے مذہبی تشخص سے محروم کر دیا جائے کیوں کہ جب کوئی قوم اپنی سماجی انفرادیت سے محروم ہو جاتی ہے، تو وہ آہستہ آہستہ دین و مذہب ہی سے اپنا رشتہ توڑ لیتی ہے اور اگر وہ کسی دوسرے مذہب کے دائرہ میں داخل نہ ہو، جب بھی الحاد و انکار کا راستہ اختیار کر لیتی ہے، یا کم سے کم وہ مذہب کے بارے میں غیر سنجیدہ رویہ اختیار کر لیتی ہے، غیر سنجیدہ رویہ سے مراد یہ ہے کہ مذہب سے اس کی کوئی ذہنی اور فکری وابستگی نہیں ہوتی؛ البتہ وہ اسے ایک خاندانی روایت سمجھ کر ڈھوتی رہتی ہے، مذہبی اقدار پر اس کا کوئی یقین نہیں ہوتا؛ البتہ خاندانی روایت کے تحت خاص خاص مذہبی تقریبات اور تہواروں میں اس کی شرکت ہو جاتی ہے اور گاہے گاہے کچھ عبادت کی توفیق میسر آجاتی ہے؛ لیکن حلال و حرام، معاملات،

---

* جنرل سیکرٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

کسبِ معاش اور سماجی زندگی میں مذہب کے لئے کوئی خانہ نہیں ہوتا ، اسی کیفیت کو میں نے تہذیبی ارتداد سے تعبیر کیا ہے ۔ یہ ارتداد دبے پاوں آتا ہے ، غیر محسوس طریقہ پر داخل ہوتا ہے اور ایسا میٹھا زہر بن کر حلق سے اترتا ہے کہ زہر کھا کر بھی انسان تحسین وآفریں کے کلمات کہہ اٹھتا ہے ، یہ ارتداد نہ سوئے ہوؤں کو جگاتا ہے ، نہ غافلوں کو متوجہ کرتا ہے ، نہ فکرمند دِلوں میں تلاطم پیدا کرتا ہے ، نہ قلب وذہن کو جھنجھوڑتا ہے اور نہ اس کی وجہ سے سماج میں کوئی ہلچل پیدا ہوتی ہے ، یہ اس بیماری کی طرح ہے ، جو بظاہر ہلکی ہو لیکن بتدریج انسان کو موت کی طرف لے جائے اور یہ ایسا نشہ ہے کہ مقتول خود قتل کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے ، اس لئے اس ارتداد کو خوب سمجھنے ، اس کے اسباب پر نظر رکھنے اور اس کے نتائج وعواقب پر غور کرنے کی ضرورت ہے ۔

اس وقت پوری دنیا جو بنیادی طور پر یہودی دماغ اور یہودی منصوبہ بندی کی آلہ کار بنی ہوئی ہے اور اس کے اشارہ چشم وابرو پر رقصاں ہے ، اس بات کے لئے کوشاں ہے کہ اگر مسلمانوں کو کھلے عام مرتد نہیں کیا جاسکتا ، تو ان پر ایسی زبردست تمدنی یلغار کردی جائے کہ وہ خوشی خوشی تہذیبی ارتداد کو قبول کرلیں اور اس مقصد کے لئے اتنے طاقتور حربے استعمال کئے جارہے ہیں ، بظاہر اس سے زیادہ دوررس اور قوی وموثر کوئی اور ذریعہ نہیں ، ٹی وی نے اس رفتار کو بہت تیز کردیا ہے اور ڈش انٹینا کی وجہ سے مسلمان اور مشرقی ملکوں میں ایسے فحش پروگرام کا ایک طوفان سا آگیا ہے کہ جن کا اسلام اور مسلم سماج میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا ، اب انٹرنیٹ نے اس تہذیبی یلغار کو مزید طاقتور بنا دیا ہے اور ایک ایسی چیز جو بہترین تعمیری اور تعلیمی مقاصد کے لئے استعمال ہوسکتی تھی ، وہی چیزیں انتہائی تخریبی اور غیر اخلاقی مہم جوئی کا آلہ کار بنی ہوئی ہیں ۔اب جو نئی معاشی اصلاحات کا عمل پوری دنیا میں جاری ہے اور عالمیانے کی نئی اصطلاح شروع ہوئی ہے ، اس کے نتیجہ میں مغربی صحافت ، مغربی لٹریچر اور مغربی کمپنیوں کے وساطت سے مخرب اخلاق غذائی اور غیر غذائی اشیا کی آمد کا ایک سیل بلا جاری وساری ہے ۔اس وقت اس منصوبہ کے نقوش مشرقی علاقوں میں اور مسلم ملکوں میں نہایت واضح طور پر دیکھے جاسکتے ہیں ، ادھر چند سالوں میں عرب اور اسلامی ممالک میں خواتین کے لباس اس قدر تبدیل ہو گئے ہیں کہ امریکی و یورپی ملبوسات اور عرب خواتین کے ملبوسات میں کوئی فرق باقی نہیں رہا ، بہت سے عرب اور مسلم ممالک وہ ہیں جہاں عوام تو کجا ، علما بھی داڑھی نہیں رکھتے ، ڈاڑھی جسے کسی زمانہ میں صلاح وتقوی اور شرافت واعتماد کی علامت سمجھا جاتا تھا ، اب دہشت گردی اور شدت پسندی کی پہچان سمجھی جاتی ہے ۔

مجھے ایک بار حج کے موقع سے مکہ مکرمہ میں ایک ہوٹل میں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا، جس کے استقبالیہ پر ایک دین دار، خوش شکل، مصری نوجوان لڑکا بیٹھا کرتا تھا اور اس کے چہرے پر داڑھی بہت بھلی محسوس ہوتی تھی، میں اکثر عشا کے بعد مسجد سے واپس ہوتے ہوئے دو چار منٹ اس کے پاس بیٹھ جاتا، کبھی مذہب پر، کبھی عربی زبان کے بارے میں اور کبھی مصر میں مسلمانوں کے حالات کے متعلق اس سے گفتگو ہوتی، وہ بہت برجستہ اور بہت ہی بلیغ اور سہل عربی زبان میں گفتگو کرتا اور بہت ہی اخلاق و مروت سے پیش آتا، اس لئے اس نوجوان سے گفتگو کرتے ہوئے لطف سا آتا تھا، میں نے ایک دن کہا کہ مصر کے لوگ اکثر داڑھی نہیں رکھتے؛ لیکن تم نے جو یہ داڑھی رکھی ہے، یہ بہت اچھی بات ہے، اس سے تمہارے چہرے پر ایک نورانیت اور معصومیت سی معلوم ہوتی ہے، میری یہ بات سن کر وہ افسردہ سا ہوگیا اور اس نے سنجیدہ ہوکر کہا کہ شیخ آپ سچ کہتے ہیں، میں داڑھی رکھنا چاہتا ہوں؛ لیکن مصر میں داڑھی رکھنے میں بڑی مشکلات ہیں، ہمارے یہاں داڑھی رکھنے والوں کو باضابطہ اپنا رجسٹریشن کرانا پڑتا ہے، میں جب پہلی بار داڑھی رکھ کر اپنے وطن گیا تو مجھے سات آٹھ گھنٹہ ایر پورٹ پر تفتیش کے لئے روک لیا گیا اور میرے پورے اہل خاندان کو طلب کیا گیا، جن میں میری ماں اور بہنیں بھی تھیں اور ان سے بھی کافی دیر تک تفتیش کی گئی، اس کے بعد سے مجبوراً میں مصر جاتے ہوئے اپنی داڑھی صاف کرالیتا ہوں اور واپسی کے بعد پھر داڑھی رکھ لیتا ہوں۔ غور کیجئے! کیسا غضب ہے کہ ایک مسلمان ملک میں مسلمانوں کو داڑھی رکھنے کی اجازت نہ ہو، کاش یہ اسرائیل ہی سے سبق حاصل کرتے جہاں یہودی مذہبی طبقے کے داڑھی رکھنے کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے، جب مسلمان ملکوں میں بسنے والے مسلمانوں کا یہ حال ہے تو ان مسلمانوں کے بارے میں کیا کہا جائے، جو مغربی ثقافت کی آغوش میں محو غفلت ہیں اور اسے دنیا ہی میں جنت تصور کرتے ہیں۔ اس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ مغربی ممالک نے عرب اور اسلامی ممالک اور مختلف علاقوں میں بسنے والے تارکین وطن مسلمانوں کے لئے نہایت فراخ دلی کے ساتھ اپنا دامن دل کھول رکھا ہے، انہیں شہریت دی جاتی ہے، انھیں ملازمت اور مزدوری کے مواقع ملتے ہیں، اور انہیں اپنے ملکوں سے بڑھ کر شہری حقوق دے دیئے جاتے ہیں، تارکین وطن خوش ہیں کہ انہیں پھلنے، پھولنے اور آگے بڑھنے کے بھرپور مواقع ہاتھ آرہے ہیں لیکن انہیں نہیں معلوم کہ وہ ان ممالک کے ہاتھوں اپنی اگلی نسلوں کا سودا کر رہے ہیں، چنانچہ لاکھوں عرب اور فلسطینی جو پچاس سال پہلے امریکہ گئے، اب ان میں اپنے مسلمان ہونے کی پہچان بھی باقی نہیں رہی، مذہبی شعور رخصت ہوا، رہن سہن بدل گیا، زندگی کے طور وطریق تبدیل ہوگئے، یہاں تک کہ ان کے نام میں بھی مسلمانیت کی کوئی بو باقی نہیں رہ گئی ہے؛ حالاں کہ

ان کے آبا و اجداد راسخ العقیدہ مسلمان اور عرب تہذیب کے علمبردار بن کر یہاں آئے تھے، اگر آج ان گذری ہوئی روحوں کو دوسری زندگی دے دی جائے تو شاید ہی وہ خود اپنی نسل اور اپنی اولاد کو پہچان سکیں، یہ ہے اس تہذیبی ارتداد کا اثر، جو بتدریج افراد و اقوام کو فطری اور اعتقادی ارتداد کی طرف لے جاتا ہے

اسی پس منظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی قوم کی مشابہت اور مماثلت اختیار کی، وہ ان ہی میں سے ہوگیا، اس روایت کو امام ابو داود نے حضرت عبداللہ بن عمر اور امام طبرانی نے حضرت حذیفہ بن الیمان سے روایت کیا ہے اور علامہ سیوطی نے اس حدیث کو حسن یعنی مقبول قرار دیا ہے، (الجامع الصغیر، حدیث نمبر۸۵۹۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں عقیدہ و ایمان میں غیر مسلموں سے مماثلت مراد نہیں ہے؛ کیوں کہ جو شخص عقیدہ کے اعتبار سے غیر اسلامی فکر اختیار کرلے، وہ تو پہلے ہی سے مسلمان نہیں ہے، اس کے غیر مسلموں سے مشابہت اختیار کرنے کے کیا معنی؟ لہٰذا اس حدیث میں عملی اور سماجی زندگی میں غیر مسلموں کے تشبہ سے منع فرمایا گیا ہے اور مختلف مسائل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح و توضیح نے اس نکتہ کو مزید واضح کیا ہے، مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج نکلنے، سورج ڈوبنے اور سورج کے نصف آسمان پر ہونے کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسند بزار۳/۸۶:، حدیث نمبر ۸۵۸) اس کی وجہ کیا ہے؟ یہ کہ یہی اوقات عام طور پر مشرک اور آفتاب پرست قوموں کی عبادت کے رہے ہیں جو قومیں سورج کی پرستار ہیں، وہ ان ہی اوقات میں سورج کی پوجا کرتی ہیں، اس لئے ان اوقات میں مسلمانوں کو نماز پڑھنے سے منع فرمایا گیا۔ روزہ میں حکم دیا گیا کہ افطار جلدی کیا جائے، افطار میں تاخیر نہ کی جائے؛ کیوں کہ افطار میں تاخیر اہل کتاب کا طریقہ ہے، یومِ عاشورا کے ساتھ مزید ایک روزہ رکھنے کا حکم ہوا؛ کیوں کہ اس دن یہود بھی روزہ رکھا کرتے تھے؛ تاکہ مسلمان اپنی عبادت میں ان سے ممتاز رہیں، حج میں بہت سے ایسے افعال جن کو مشرکین بہت اہمیت دیتے تھے، اسلام نے ان کو ختم کیا، یا ان میں تبدیلی پیدا کی، پھر یہی ہدایات آپؐ نے وضع قطع اور لباس و پوشاک کے بارے میں بھی دی، مجوسی داڑھی منڈایا کرتے تھے، بعض قومیں داڑھی بڑھایا کرتی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں باتوں سے منع فرمایا، اہل ایران اظہار فخر کے لئے ٹخنوں سے نیچے کپڑے پہنتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا، اہل مکہ سر میں مانگ بھی نکالا کرتے تھے؛ چنانچہ مکی زندگی میں آپ نے سیدھے بال رکھنے کو پسند فرمایا؛ تاکہ مسلمان ان سے ممتاز رہیں، مدینہ میں یہود سیدھے بال رکھتے تھے، تو وہاں آپ نے مانگ نکالنے کو پسند فرمایا، پھر جب تمام عرب نے اسلام قبول کرلیا، تو آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں طرح بال رکھنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔

اسی طرح عرب یا تو صرف ٹوپی پہنتے تھے، یا صرف عمامہ باندھتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ابتدا ہدایت دی تھی کہ وہ ٹوپی اور عمامہ دونوں کا استعمال کریں؛ تاکہ ان کے اور مشرکین کے درمیان امتیاز باقی رہے، بعد کو جب اہل عرب ایمان لے آئے، تو آپ نے صرف ٹوپی یا صرف عمامہ کے استعمال کی بھی اجازت مرحمت فرمائی۔ دین کا یہ مزاج کہ مسلمانوں کو قومی اعتبار سے دوسری اقوام سے ممتاز اور متشخص رہنا چاہئے، فقہا نے بھی اپنے اجتہاد واستنباط اور قانون شرع کی تشریح وتوضیح میں ہمیشہ اس کو ملحوظ رکھا ہے اور لباس و پوشاک، خورد ونوش، عبادات، یہاں تک کہ عبادت گاہوں کے طرزِ تعمیر وغیرہ ہر مرحلہ پر ایک بنیادی اصول کی حیثیت سے اس بات کو پیش نظر رکھا ہے کہ مسلمان ایک امتیازی شان کے حامل ہیں اور وہ اپنے دین و مذہب اور تہذیب وتمدن میں دوسری قوموں سے ممتاز اور متشخص رہیں؛ کیوں کہ جب کوئی قوم اپنی تہذیب سے محروم ہوجاتی ہے اور تمدن وثقافت کے میدان میں دریوزہ گری پر اتر آتی ہے تو پھر آہستہ آہستہ وہ اپنے فکر وعقیدہ سے ہی ہاتھ دھو بیٹھتی ہے۔ ہندوستان میں اس وقت اس بات کی بھر پور کوشش کی جارہی ہے کہ مسلمان نماز پڑھیں، مسجدوں کو جائیں، عید بقرعید وغیرہ کرلیا کریں؛ لیکن اسلامی تہذیب کو خیر باد کہہ دیں، اس کے لئے بظاہر معمولی لیکن نتائج کے اعتبار سے دور رس اقدامات کئے جارہے ہیں، نصابِ تعلیم میں تبدیلی لائی جارہی ہے، ہندوازم کو ایک نظریہ وعقیدہ کے بجائے قومی ثقافت کے روپ میں پیش کیا جارہا ہے، اسکولوں میں دیویوں، دیوتاؤں کی مورتیاں رکھی جاتی ہیں، ہندو مذہبی تقریبات میں مسلمانوں کو دعوت دی جاتی ہے اور انھیں شریک کیا جاتا ہے اور ہمارے مسلمان نوجوان دیوالی اور ہولی میں ذوق وشوق کے ساتھ شریک ہورہے ہیں، مردوں اور عورتوں کے لئے دھوتی نما پائجامہ بنائے جارہے ہیں، بہت سے علاقوں میں مسلمان عورتیں ہندوانہ رسم ورواج کے مطابق سیندور لگاتی، یا کالی پوت کے ہار پہنتی ہیں، بین مذہبی شادی بیاہ کا رواج بھی بڑھ رہا ہے، بعض جگہ مسلمان بچوں کے ہندی نام بھی رکھے جارہے ہیں، ٹی وی پروگراموں کا ہندوکرن کیا جارہا ہے اور ہندو دیوتاؤں اور فرمانرواؤں کو قومی ہیروز کے روپ میں پیش کیا جارہا ہے اور اس طرح کی بہت سی چیزیں ہیں، جو ہمارے سماج میں دبے پاؤں آگے بڑھ رہی ہیں، آج ہم ان کے قدموں کی آہٹ سننے سے قاصر ہیں؛ لیکن اگر ہم نے حالات کو محسوس نہیں کیا تو مستقبل میں اس سے ناقابل تلافی نقصان کا اندیشہ ہے، اس لئے اس وقت اس تہذیبی ارتداد کی طرف بڑھتے ہوئے قدم کو پوری قوت کے ساتھ روکنے کی ضرورت ہے کہ یہ محض سیاسی وثقافتی مسئلہ نہیں؛ بلکہ اپنے دور رس اثرات کے اعتبار سے ہمارے ملی بقا اور دینی تحفظ کا مسئلہ ہے۔

مولانا سید محمد اکبر شاہ بخاری *

مفتی اعظم پاکستان مخدوم العلماء
حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانیؒ

آہ! مفتی اعظم پاکستان مخدوم العلماء، رئیس العلماء حضرت اقدس مولانا مفتی رفیع عثمانیؒ ۲۲ر ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ بمطابق ۱۸ر نومبر بروز جمعہ ۲۰۲۲ء بوقت عشاء دارالفناء سے دارالبقاء کی طرف رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، حضرت اقدس مفتی اعظم پاکستان کی رحلت عالم اسلام کیلئے عظیم سانحہ ہے، ان کی وفات حسرت آیات سے تمام علمی، دینی واصلاحی حلقے یتیم ہو گئے ہیں۔ آپ اس وقت وفاق المدارس العربیہ پاکستان اور مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان کے سرپرست اعلیٰ تھے، ان کا وجود ومسعود عالم اسلام کیلئے ایک سایہ رحمت اور نعمت عظمیٰ تھا۔ آپ ملت اسلامیہ پاکستان کے عظیم رہنما اور تمام علمائے امت کے صدر و مدارس دینیہ کے سربراہ تھے، ان کی وفات ناقابل نقصان ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔ علما، صلحاء، مشائخ، مدارس سب ہی سوگوار ہیں، حق تعالیٰ شانہ درجات عالیہ نصیب فرمائیں، آمین

عربی کا مشہور مقولہ ہے کہ موت العالِم موت العالَم، آپ کی وفات پر سو فیصد صادق آتا ہے، آپ بیک وقت پختہ حافظ قرآن، جید عالم دین، عظیم محدث ومفسر، عظیم الشان فقیہ ومفتی اعظم تھے۔ ایک بہترین مقرر، مدرس، مدبر، عظیم خطیب، بہترین مصنف ومؤلف، محقق ومتکلم، شیخ طریقت، رہبر شریعت، مصلح ومبلغ، ادیب وشاعر، ایک کامیاب استاد، منتظم ومہتمم اور عالمی سطح کی عظیم شخصیت تھے۔ آپ جامعہ دارالعلوم کراچی کے صدر ومہتمم تھے، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سرپرست اعلیٰ، مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے رکن، اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر، سپریم کورٹ پاکستان کے شرعی مشیر، جامعہ کراچی یونیورسٹی کے ممبر اور صدر نشین رہے، کل پاکستان مرکزی جمعیت علمائے اسلام و نظام اسلام پارٹی کے صوبائی صدر بھی رہے۔ سندھ حکومت کی زکوٰۃ وعشر کمیٹی کے بھی صدر رہے، سینکڑوں دینی مدارس و دینی تنظیمات کے صدر وسرپرست بھی رہے تھے۔

---

* مہتمم مدرسہ احتشام العلوم راجن پور

آپ دیوبند کے مشہور خاندان شیوخ عثمانی کے قابل فخر تھے، دارالعلوم دیوبند کی بنیاد میں آپ ہی کے آباؤ اجداد شامل تھے، آپ کے دادا جان حضرت مولانا محمد یاسین دیوبندیؒ دارالعلوم دیوبند میں استاد رہے، آپ کے والدگرامی مفتی اعظم پاکستان حضرت اقدس سیدی ومرشدی مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندیؒ دارالعلوم دیوبند میں استاد حدیث اور صدر مفتی رہے تھے جو حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے خلیفہ مجاز اور شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کے عزیز اور مرید و شاگرد تھے، تحریک پاکستان عظیم رہنما قائداعظم کے قریبی ساتھی اور شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے دست راست رہے تھے، تحریک ختم نبوت اور رد قادیانیت کی جد و جہد میں امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا مرتضی حسن چاند پوریؒ کے قافلہ کے عظیم رکن اور مجاہد رہے تھے، وہ دارالعلوم دیوبند اور پاکستان کے بانیوں میں شمار ہوتے تھے،

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانیؒ ۲۱ جولائی ۱۹۳۶ء بمطابق ۱۳۵۵ھ میں دیو بند ضلع سہارنپور میں دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندیؒ کے گھر پیدا ہوئے، حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے محمد رفیع نام رکھا اور گھٹی دی، پیار کیا اور گود میں اٹھایا، پانچ چھ سال کی عمر میں حضرت حکیم الامت نے تعلیم کی بسم اللہ کرائی،

مولانا محمد رفیع عثمانی صاحبؒ نے دارالعلوم دیوبند میں دینی تعلیم کا آغاز کیا، اور تقریباً نصف قرآن مجید دارالعلوم ہی میں حفظ کیا، قیامت پاکستان ۱۹۴۷ء میں اپنے والدگرامی کے ساتھ پاکستان ہجرت کی اور آرام باغ کی مسجد باب الاسلام میں حفظ قرآن کی تکمیل کی اور آخری سبق مفتی اعظم فلسطین سید امین الحسینیؒ نے پڑھایا، پھر ۱۹۵۱ء میں اپنے والدمکرم کی قائم کردہ دینی درسگاہ دارالعلوم نانک واڑہ میں درس نظامی کی تعلیم کیلئے داخلہ لیا اور ۱۹۶۰ء میں تمام علوم فنون سے فراغت حاصل کی، بعد ازاں آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے فاضل عربی کی ڈگری حاصل کی، دارالعلوم کے اساتذہ میں حضرت مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ کے علاوہ حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ، حضرت مولانا اکبر علی سہارنپوریؒ، حضرت مولانا سحبان محمودؒ، حضرت مولانا رعایت اللہؒ اور حضرت مولانا سلیم اللہ خانؒ قابل ذکر ہیں۔

ان حضرات اساتذہ کے علاوہ جن اکابر وعلماء سے آپ نے سند حدیث حاصل کی، ان کی علمی حیثیت پورے عالم اسلام میں ایک عظیم سند مانی جاتی تھی، ان حضرات اکابر میں شیخ الاسلام علامہ ظفر احمد عثمانیؒ، علامہ محمد ادریس کاندھلویؒ، حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمیؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا

محمد زکریا کاندھلویؒ اور آپ کے والد ماجد مفتی اعظم مفتی محمد شفیعؒ شامل ہیں ۔ان حضرات نے اپنے دست مبارک سے علمی سند اور اجازت حدیث عطا فرمائی تھی جو عظیم سعادت ہے۔

درس نظامی کی فراغت تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے جامعہ دارالعلوم کراچی ہی میں تدریسی خدمات کا آغاز کیا اور غالباً ۱۹۶۲ء میں تمام اسباق پڑھانا شروع کر دیئے، آپ نے درس نظامی کی تمام کتب کی تعلیم و تدریس کی خدمت سرانجام دی ہے، دورہ حدیث کی کتب بخاری شریف تک آپ نے پڑھائیں اور ہزاروں تلامذہ نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا، تدریس کے ساتھ ساتھ آپ نے فقہ کی تعلیم بھی اپنے والد ماجد سے حاصل کرنے کے بعد باقاعدہ نائب مفتی کی حیثیت سے فقہی خدمات انجام دیں۔ بعد ازاں ۱۹۷۵ء میں دارالافتاء کے صدر کی حیثیت سے ہزاروں فتاویٰ آپ کے قلم سے نکلے تھے،ساتھ ہی مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کی حیات ہی میں آپ جامعہ دار العلوم کراچی کے نائب صدر مقرر ہوئے اور پھر ۱۹۷۶ء میں حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کی رحلت کے بعد آپ کو دارالعلوم کراچی کا صدر مہتمم منتخب کیا گیا، آپ نے باحسن طریق اپنے والد ماجد کے مزاج و ذوق کے مطابق دارالعلوم کا اہتمام سنبھالا اور ذمہ داریوں کو خوب احسن طریقے سے نبھایا، جامعہ دارالعلوم کراچی آج پاکستان میں ثانی دار العلوم دیوبند ہے۔ یہ سب حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی اور مولانا محمد تقی عثمانی کی محنتوں اور کاشوں اور اخلاص نیت کا نتیجہ ہے ،دارالعلوم کے ہزاروں فضلاء آج اندرون و بیرون ملک میں تدریسی و اصلاحی خدمات میں مصروف ہیں اور دارالعلوم کا فیض چار دانگ عالم میں پھیلا ہوا ہے۔

آپ نے اصلاح و تربیت حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ مجاز اور عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئیؒ عارفیؒ سے حاصل کی اور ان کے دست حق پرست پر بیت کا شرف حاصل کیا اور مجاز بیت کا اعزاز بھی حاصل کیا ،اس طرح ایک شیخ کامل کی صحبت میں رہ کر آپ بھی شیخ کامل اور مرشد کامل بھی ثابت ہوئے۔ حضرت مفتی اعظم مفتی محمد شفیع نے اپنے دونوں صاحبزادوں مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کو حضرت اقدس ڈاکٹر عبدالحئی عارفی کے حوالے کیا تھا، آپ نے چالیس کے قریب چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں جو علمی تصانیف ہیں ،علامات قیامت اور نزول مسیح ،احکام زکوٰۃ ،پراویڈنٹ فنڈ پر سود، ترجمہ علم الصیغہ ،حاشیہ تسہیل الوصول ،حیات مفتی اعظم ، سوشلزم کا منظر پس منظر، رفیق حج ،اسلامی قوانین میں عدالتی حیثیت ،فقہ ،فتوی وتصوف ،تحریر و کتابت عہد رسالت میں ،فقہ میں اجماع کا مقام وغیرہ کے علاوہ ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی اور دیگر واخبارات

میں آپ کے علمی واصلاحی مقالات ومضامین شائع ہوئے ہیں، ہزاروں فتاویٰ آپ کے قلم سے شائع ہوئے جو انتہائی نافع، مفید اور دینی معلومات کا خزانہ ہوتے تھے۔

آپ کی پوری زندگی مبارکہ علمی، تدریسی، فقہی، تبلیغی واصلاحی خدمات میں گزری ہے، آپ نے ہزاروں جلسوں میں خطابات فرمائے ہیں، خصوصاً مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان کے دینی اجتماعات میں، جامعہ دارالعلوم کراچی، جامعہ اشرفیہ لاہور، جامعہ احتشامیہ کراچی، جامعہ خیر المدارس ملتان، جامعہ امدادیہ فیصل آباد اور دیگر اہم اجتماعات میں احقر نے بھی آپ کے متعدد خطبات وتقاریر سماعت کی ہیں، آپ کے بیانات علمی مدلل اور اصلاحی ومفید ونافع ہوتے تھے، آپ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نائب صدر بھی رہے اور سرپرست اعلیٰ بھی رہے۔ وفاق المدارس کے جلسوں اور اجتماعات میں بھی آپ نے متعدد بار خطبات فرمائے، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا اور ملک کے ہر ہر صوبہ میں بڑے بڑے اجتماعات میں خطاب سننے میں آئے، جامعہ اسلامیہ ڈیرہ غازی خان بھی تشریف لائے تھے، جہاں جمعۃ المبارک کا بیان آج تک بھلایا نہیں جاسکا، ڈیرہ غازی خان میں مجلس صیانۃ المسلمین کے اجتماع میں تقریر دلپذیر فرمائی تھی جس میں مولانا تنویر الحق تھانوی بھی آپ کے ہمراہ تشریف لائے تھے اور ان کا بھی بیان بھی تاریخی تھا۔

آپ نے اپنی زندگی میں بیرون ملک کے بھی اسفار کئے، اور دینی وتبلیغی اجتماعات سے خطابات فرمائے، غرض یہ کہ آپ کی علمی، تدریسی وتبلیغی، تنظیمی اصلاحی خدمات قابل قدر ہیں، اور تاریخ میں آپ کی خدمات سنہرے حروف سے لکھی گئی ہیں۔

آپ نے تحریک پاکستان میں بھی اپنے والد ماجد کے ساتھ طلبا تنظیم کے صدر کی حیثیت بڑا کام کیا جن کی تفصیلات آپ خود بیان فرمایا کرتے تھے، قیام پاکستان کے بعد نظام اسلام کے نفاذ استحکام پاکستان کیلئے کوشاں رہے، اتحاد بین المسلمین کے علمبردار رہے اور اپنے مسلک ومشرب کے مطابق آخری دم تک خدمات انجام دیں، آپ کی شخصیت عالم اسلام کی عظیم شخصیت تھی، اسلاف کی یادگار تھے، اخلاق واوصاف میں اپنے اکابر علمائے دیوبند کا نمونہ تھے، متواضع، منکسر المزاج تھے، احقر نے اپنی کتاب ''اکابر علمائے دیوبند'' کے لئے خدمت اقدس میں عریضہ لکھا جواب میں فرمایا کہ ،اکابر علمائے دیوبند کتاب میں میرے جیسے تہی دامن کا تذکرہ جگ ہنسائی ہوگی، سادہ طبیعت اور مشفق ومہربان تھے۔

بارہا حضرت مفتی صاحب کی زیارت وملاقات کا شرف حاصل ہوا، ہمیشہ شفقت فرمائی، احقر

اپنے شیخ حضرت مفتی اعظم کی وفات پر ۱۹۷۶ء میں دارالعلوم کراچی تعزیت و جنازہ میں شرکت کے لئے حاضر ہوا تو دونوں بھائیوں حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی ،مفتی تقی عثمانی اور مفتی محمود اشرف عثمانی نے بے حد محبت و شفقت فرمائی تھی، بعدازاں متعدد بار جامعہ دارالعلوم کراچی جانا ہوا، جامعہ احتشامیہ جو مولانا احتشام الحق تھانویؒ کا یادگار جامعہ ومسجد ہے، حضرت مفتی رفیع عثمانیؒ کے متعدد بیانات سننے کا اتفاق ہوا، اس طرح جامعہ اشرفیہ لاہور میں ہر سال مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان کے اجتماع میں بھی حضرت مفتی رفیع عثمانیؒ کے بیانات بار بار سماعت کی سعادت حاصل ہوئی اور زیارات وملاقات کے مواقع ملتے رہے جو احقر کے لئے بڑی سعادت ہے۔

الغرض! آپ طویل عرصے سے علیل تھے، کئی مرتبہ ان کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی مگر آپ نے حوصلہ نہیں ہارا، قریباً آخری وقت تک درس حدیث پڑھاتے رہے، دارالعلوم کی عظیم الشان جامع مسجد میں بھی آپ کا عظیم الشان خطاب ہوتا تھا، آپ خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے رہے، کچھ عرصہ سے مسلسل عوارض کا شکار ہوگئے تھے، اور بلآخر ۲۲ ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ بمطابق ۱۸ نومبر ۲۰۲۲ بروز جمعہ شام کے وقت جان جاں آفریں کے سپرد کردی۔انا للہ وانا الیہ راجعون

بروز اتوار صبح نو بجے جامعہ العلوم کراچی میں علاقوں ،عقیدت مندوں نے نماز جنازہ پڑھنے کی سعات حاصل کی، امامت کے فرائض آپ کے چھوٹے بھائی شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے انجام دیئے ،علماء، زعماء نے تعزیت کا اظہار کیا اور آپ کی دینی خدمات جلیلہ کو سراہا اور زبردست خراج تحسین پیش کیا، پورے عالم اسلام اور دیگر مما لک سے بھی مشاہیر علماء نے جنازہ میں شرکت کی ، حکومت اور سیاسی قائدین نے شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ اور آپ کے صاحبزادے مفتی زبیر اشرف صاحب سے دلی تعزیت اور افسوس کیا۔

حق تعالیٰ شانہ حضرت مفتی صاحبؒ کے درجات بلند فرمائے اور امت مسلمہ کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین) آپ کی تدفین قبرستان دار العلوم میں اپنے والدین کی قبروں کے درمیان میں ہوئی، اللہ کریم کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے (آمین)

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ ترے گھر کی نگہبانی کرے

مفتی محمد راشد ڈسکوی*

توہم پرستی کی حقیقت اور اَقسام

توہّم پرستی کسے کہتے ہیں؟

جس چیز کا حقیقت میں کوئی وجود نہ ہو، اس کا وجود یا جس چیز میں خاص تاثیر نہ ہو، اس میں خاص تاثیر کا اعتقاد رکھنا توہم پرستی کہلاتا ہے۔ بالفاظِ دیگر ''توہم پرستی'' کا مطلب خوف یا جہالت کی وجہ سے غیر عقلی عقائد پر یقین رکھنا ہے۔ جیسے: عوام الناس میں چڑیل اور بھوت وغیرہ کے وجود کا، یا پتھروں وغیرہ کے مؤثر ہونے کا اعتقاد رکھنا مشہور ہے۔

توہم پرستی کے نقصانات

☆ توہم پرستی حق کے قبول کرنے میں رکاوٹ بن جاتی ہے، وہ اس طرح کہ حق و باطل میں فرق کرنے والی چیز قرآن وحدیث کی تعلیمات ہیں، جبکہ توہم پرست آدمی مادی نفع کی چیزوں کو حق و باطل کے پرکھنے کا معیار بناتا ہے۔ لہٰذا جس چیز میں اسے نفع نظر آتا ہے، وہ اس کے نزدیک حق اور درست، اور جس چیز میں اُسے نقصان محسوس ہوتا ہے، وہ اس کے نزدیک باطل اور غلط ہوتی ہے۔

☆ توہم پرستی اور بدشگونی جیسے عقائد کے حامل افراد کچھ چیزوں، واقعات یا علامات کو اپنے لیے مبارک گرداننے لگ جاتے ہیں اور کچھ کو نقصان دہ یا منحوس۔

☆ توہم پرست لوگ منفی خیالات کا شکار ہو کر اپنی خوشیاں اور سکون برباد کر لیتے ہیں اور بہت جلد مایوس ہو جاتے ہیں۔

توہم پرستی کی وجوہات

اگرچہ اسلام میں توہم پرستی یا بدشگونی کی قطعاً گنجائش نہیں مگر اس کے باوجود مسلمانوں کی کثیر تعداد اِس مرض کا شکار نظر آتی ہے۔ مسلمانوں میں توہم پرستی کی ایک وجہ تو کم علمی اور دینی اَحکام سے

---

* دارالافتاء جامع مسجد اشتیاق، ڈسکہ، سیالکوٹ

ناواقفیت ہے اور دوسری بڑی وجہ ایک لمبا زمانہ برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں اور ہندوؤں کا ایک ساتھ رہنا تھا، ہندوؤں میں توہم پرستی حد درجہ عام ہے، مثلاً:

☆ نومولود کو نظر بد سے بچانے کے لیے پیشانی پر کاجل (سرمہ) کا نشان لگانا،
☆ شام کے وقت صفائی (جھاڑو لگانے) سے گریز کرنا کہ اس سے دولت کم ہوگی،
☆ مرد کی دائیں اور عورت کی بائیں آنکھ پھڑکنے کو اچھی خبر کی آمد سے مشروط کرنا،
☆ چارپائی پر بیٹھے ہوئے ٹانگیں لٹکی ہونے کی حالت میں ہلانے سے دولت کا ہاتھ سے نکل جانا،
☆ پیاز یا چھری سرہانے رکھنے سے برے خوابوں سے نجات ملنا،
☆ کالی بلّی کا راستہ کاٹنا،
☆ ٹوٹے ہوئے آئینے میں چہرہ دیکھنا،
☆ دودھ کا اُبل کر برتن سے باہر گر جانا
☆ مغرب کے بعد گھر کی ساری بتیاں جلا دینا، ورنہ بدروحیں آجانے کا ذہن رکھنا،
☆ خالی قینچی چلانے سے قطع تعلق ہو جانا،
☆ کانچ کا ٹوٹنا،
☆ بلی یا کتے کا رونا نحوست اور بے برکتی کا باعث سمجھا جاتا ہے۔
☆ منڈیر پر کوا بیٹھا تو مہمان آنے والے ہیں،
☆ چھینک آئی تو کوئی یاد کر رہا ہے،
☆ دائیں ہاتھ میں خارش ہے تو دولت آئے گی، بائیں میں ہے تو جائے گی،
☆ جھاڑو سیدھا کھڑا کرنا یا بعد از عصر جھاڑو دینا نحوست ہے۔ وغیرہ وغیرہ ہندو معاشرے کے عام توہمات ہیں۔

موجودہ سائنسی دور میں بھی، جہاں ہر واقعہ اور نظریے کے دلائل اور حقائق تلاش کیے جاتے ہیں، دنیا کی مادی اعتبار سے ترقی یافتہ اَقوام میں بھی توہم پرستی عام ہے۔ مثلاً:

☆ ''اسپین'' میں منگل کے دن مہینے کی ۱۳ تاریخ ہو تو اسے قومی طور پر بدقسمتی کی علامت سمجھا جاتا ہے

☆ ''چائنا'' میں ۸ کا ہندسہ مبارک اور ۴ کا ہندسہ منحوس خیال کیا جاتا ہے حتیٰ کہ کچھ لوگ عمارت کی چوتھی منزل تعمیر نہیں کرتے۔

☆ ''آئرلینڈ'' میں دلہنیں اپنے لباس یا زیورات میں چھوٹی گھنٹی ضرور استعمال کرتی ہیں جسے خوش قسمتی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

☆ ''روس'' میں خالی بالٹی کہیں لے جانے کو بُرا شگون سمجھا جاتا ہے۔

☆ ''فن لینڈ'' کے لوگ یقین رکھتے ہیں کہ اگر مکڑی کو مارا جائے تو اگلے دن بارش ہوگی۔

☆ ''پرتگال'' کے لوگ سمجھتے ہیں کہ الٹا چلنے سے برائی ہمارا راستہ دیکھ لیتی ہے۔

☆ ''مصر'' میں خالی قینچی چلانے کو بُرا سمجھا جاتا ہے کیوں کہ اس سے ہوا میں موجود بد روحیں کٹ جاتی ہیں جس کے باعث ان کو غصہ آجاتا ہے۔

☆ ''سوئٹزرلینڈ'' اور ''نیدرلینڈ'' کے لوگ شادی کے بعد گھر کے باہر صنوبر کا درخت لگاتے ہیں کہ یہ ان کے ازدواجی تعلقات میں مضبوطی ڈالے گا۔

☆ ''برطانیہ'' میں چیونٹیوں کی آمد بُرے موسم اور اُن کا قطار میں چلنا بارش ہونے کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

☆ ''مغرب'' میں سفید مرغی نظر آنا رحمت جب کہ سیاہ مرغی کو شیطان کی روح گمان کیا جاتا ہے۔

توہم پرستی کے عام ہونے میں میڈیا کا کردار

معاشرے میں جتنی زیادہ توہم پرستی عام ہے اس میں بہت بڑا کردار ہمارے میڈیا یعنی: ذرائع ابلاغ کا ہے، ذرائع ابلاغ (یعنی: میڈیا) میں اخبار، کتاب، رسائل وجرائد اور ٹیلی فون، موبائل، ٹیلیوژن، اور انٹرنیٹ وغیرہ سب کچھ شامل ہیں، میڈیا کے نشر کردہ بہت سے پروگرامز، بچوں کے لیے ڈراؤنے ڈرامے، فلمیں وکارٹونز، اور اسی طرح ڈراؤنی جن بھوتوں کی کہانیاں وغیرہ توہمات کو سچ ہوتا دکھا کر لوگوں کے ذہنوں میں بے معنی خیالات، یعنی: توہمات کو پختہ کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ اخبارات، میگزین اور دیگر رسائل میں آپ کے ستارے کیا کہتے ہیں، یا آج کا دن کیسا گزرے گا، وغیرہ جیسی خرافات ایک تسلسل کے ساتھ دیکھنے کو ملتی ہیں، جسے تعلیم یافتہ طبقہ بھی بڑے تیقن اور دلچسپی سے پڑھتا ہے۔ جبکہ اسلام ہمیں ایسا کچھ پوچھنے کے لیے نجومی کے پاس جانے کی اجازت ہی

نہیں دیتا۔ آپ کبھی کچھ وقت نکال کر سرچ کیجیے تو معلوم ہوگا کہ ان آسٹرولوجیکل فن کی بنیاد یونانی عقائد ہیں جو سینکڑوں خیالی فلسفوں پر مبنی ہیں، جن کا اِسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔

توہمات سے متعلق شرعی اَحکام

دینِ اسلام میں توہمات کو سختی سے رد کیا گیا ہے، قبل اَز اِسلام بھی لوگ توہم پرستی کا شکار ہوتے تھے۔

☆ عرب معاشرے کے لوگ بیٹی کی پیدائش کو منحوس سمجھتے تھے،

☆ گھروں میں دروازے کے بجائے پچھلی دیوار توڑ کر داخل ہونے کو باعثِ برکت سمجھتے تھے۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لختِ جگر حضرت ابراہیمؓ کی وفات کے دن سورج کو گرہن ہوا تھا، کچھ لوگوں نے آپ کی وفات کی وجہ سورج گرہن کو سمجھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا خیال کرنے سے منع فرما دیا۔

غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ توہمات پر یقین رکھنا درحقیقت ''تقدیر پر یقین'' کا رد ہے۔ کوئی دن، پتھر، بشر، چرند پرند یا ستارے وغیرہ انسان کے نفع ونقصان کے خالق نہیں ہوسکتے سوائے اللہ کے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ (النساء:۷۹)

''تجھے جو بھلائی (یا فائدہ) پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے، اور تجھے جو برائی (یا نقصان) پہنچے وہ تیرے نفس کی طرف سے (یعنی: تیرے ہی شامت اعمال کے سبب) ہے''۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ مِنْ حَاجَةٍ فَقَدْ أَشْرَكَ"، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا كَفَّارَةُ ذٰلِكَ؟، قَالَ:"أَنْ يَقُولَ أَحَدُهُمْ: اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ وَلَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ"(المسند لأحمد بن حنبلؒ، الرقم: ٧٠٤٥) مفہومی ترجمہ: بدفالی لینا جس شخص کو اُس کے کسی کام سے روک دے تو اُس نے شرک کیا، لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! (اگر کوئی ایسا کر بیٹھا ہے) تو اس کا کفارہ کیا ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا: اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ شخص اس طرح دعا کرے کہ اے اللہ! تیری طرف سے پہنچنے والی خیر ہی اصل خیر ہے، اور تیری طرف سے پہنچنے والی بُرائی ہی اصل بُرا شگون ہے، اور اے اللہ! تیرے سوا ہمارا کوئی معبود نہیں ہے۔

''طیرہ'' بدشگونی اور بدفالی کو کہتے ہیں کہ انسان کسی چیز کے بارے میں بدگمانی اختیار کرے

اوراس بدفالی کا تصور لے لے، زمانہ جاہلیت میں اِس کا بڑا رواج تھا، لوگ معمولی باتوں سے بدشگونی لیا کرتے تھے، اگر انہیں کہیں جانا ہوتا تو پرندہ کو اڑاتے اگر وہ دائیں جانب کو اڑتا ہوا جاتا تو اچھا سمجھتے اور اگر وہ بائیں رخ پر اڑتا تو اپنے سفر کرنے کو نامناسب تصور کرکے اُس سفر سے گریز کرتے ،اسی طرح تیروں سے فال نکالتے اور خیر وشر کے فیصلے کرتے ۔حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر دل میں کوئی براشگون پیدا ہوتو مذکورہ دعا پڑھ لینی چاہیے ۔علاوہ ازیں ایسی صورت میں درج ذیل دعا بھی پڑھی جاسکتی ہے''اللّٰهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ''(سنن أبي داؤد، الرقم: ۳۹۱۹)

☆ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ہی صاف اور واضح الفاظ میں اس مہینے اور اس مہینے کے علاوہ پائے جانے والے والے توہمات اور قیامت تک کے باطل نظریات کی تردیداور نفی فرما دی اور علی الاعلان ارشاد فرما دیا:لَا عَدْوَى ، وَلَا طِيَرَةَ ، وَلَا هَامَةَ ، وَلَا صَفَرَ''(صحيح البخاري، الرقم: ۵۷۰۷) کہ (اللہ تعالی کے حکم کے بغیر) ایک شخص کی بیماری کے دوسرے کو (خود بخود) لگ جانے (کا عقیدہ)، بدشگونی لینا، ایک مخصوص پرندے کی بدشگونی (کا عقیدہ)، اور ماہِ صفر (میں نحوست ہونے کا عقیدہ) سب بے حقیقت باتیں ہیں۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''الطِّيَرَةُ شِرْكٌ، الطِّيَرَةُ شركٌ، الطِّيَرَةُ شِرْكٌ، ومَا مِنَّا إِلَّا، وَلكِنّ اللّٰه يُذْهِبُه بِالتَّوكُّلِ''. (السنن لأبي داؤد، الرقم:۳۹۱۵)

مفہوم:''بدشگونی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے۔اور ہم میں سے ہر ایک کو (کوئی نا کوئی وہم) ہوجاتا ہےلیکن اللہ تعالیٰ توکل کی برکت سے اسے دور کردیتا ہے''۔

بدشگونی کے معنی ہیں: بد فالی اورنحوست، اللہ کے علاوہ کسی چیز کو نفع اور نقصان میں موثر بالذات سمجھنا شرک ہے چونکہ، زمانہ جاہلیت میں لوگ بعض چیزوں اوراعمال سے بدفالی لیتے تھے اور اس کونحوست میں موثر سمجھتے تھے،اس لیے احادیث میں بدشگونی کوشرک قرار دیا گیا ہے۔

☆ توہم پستی جیسے برے خیالات سے بچنے والے کے لیے حضرت ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے، کہ میری امت کے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کرواتے، بدشگونی نہیں لیتے اوراپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں۔

عن ابن عباسؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: يَدْخُلُ الجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ، هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ، وَلَا يَتَطَيَّرُونَ، وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ''(البخاري: ٦٤٧٢)

توہمات کی اَقسام

ہمارے معاشرے میں مختلف اَفراد میں مختلف چیزوں کے بارے میں مختلف توہمات و نظریات قائم ہیں، اور اُنہیں حیاتِ انسانی میں بہت ہی زیادہ مؤثر سمجھا جاتا ہے، حالانکہ یہ شریعت کی تعلیمات کے سراسر متصادم ہیں، ہماری زندگیوں میں مؤثر ہونے والی چند چیزوں کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے:

اَسباب کو ہی مؤثر حقیقی سمجھنا

انسانی طبقات اَسباب کے میدان میں دو انتہاؤں پر ہیں، ایک طبقہ اَسباب کا انکار ہی کر دیتا ہے اور اَسباب اختیار کرنے کو توکل کے منافی سمجھتا ہے، اور دوسرا طبقہ اَسباب کو ہی مؤثر حقیقی سمجھتے ہوئے یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے اور ہورہا ہے وہ اَسباب سے ہی ہو رہا ہے، اور اَسباب کے بغیر کچھ ممکن نہیں۔

پہلا طبقہ؛ (جس میں زیادہ تر دین سے وابستہ لوگ ہی نظر آتے ہیں) کم عقلی اور بے علمی کی وجہ سے یہ ذہن رکھتا ہے کہ محنت کرنے اور کمانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ تو رزق دینے میں ہماری محنت کے محتاج نہیں ہیں، وہ ایسے بھی دینے پر قادر ہیں، لہٰذا ہمیں کچھ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، ہم تو اَعمال کے ذریعے ہی اللہ سے لیں گے، اَسباب کے ذریعے نہیں۔

دوسری طرف ؛ دوسرا طبقہ جو اَسباب کو ہی مؤ ثر حقیقی سمجھے ہوئے ہے، اور دین، ایمان ویقین اور اعمال کو کوئی حیثیت ہی نہیں دیتا، اور مادی محنت یعنی ظاہری اَسباب کو ہی اپنے ضروریات کے پورا ہونے اور اپنے مسائل کے حل کرنے میں مؤثر سمجھتا ہے، بھی صراطِ مستقیم پر نہیں ہے، یہ بھی حدود سے تجاوز کرنے والا ہے، کیونکہ ظاہری اَسباب تو کسی بھی چیز کے حاصل ہونے کا فقط ایک ظاہری ذریعہ ہوتے ہیں، جیسے: گھروں میں پانی جن نلوں کے ذریعہ پہنچتا ہے، وہ نل پانی پہنچانے کے صرف راستے ہیں، پانی کے حصول میں اُن کا ذاتی کوئی دخل نہیں ہے۔ بالکل اسی طرح چیزوں کے حصول میں اصل مؤ ثر حقیقی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ جو کسی ظاہری سبب کی محتاج نہیں ہے، چنانچہ وہ ذات بعض اَوقات بغیر اَسباب کے بھی کسی چیز کے وجود کا مشاہدہ کروا دیتی ہے۔ اچھی طرح سمجھ لیجیے؛ کہ عامۃ الناس کو توکل کے حصول کے لیے ظاہری اَسباب اور تدابیر کو چھوڑنا درست نہیں، بلکہ اَسباب کے نتائج کو اسباب پر موقوف نہ سمجھنا اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ رکھنا، یہ توکل ہے۔ توکل کے دو

درجے ہیں، اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اسباب کو چھوڑ کر اللہ پر مکمل اعتماد کیا جائے، دوسرا درجہ یہ ہے کہ اسباب کو اختیار کرے، لیکن نفع ونقصان کا یقین اللہ کی ذات پر رہے۔ پہلا درجہ خواص کے لیے اور دوسرا عوام کے لیے ہے۔

اس بحث کے خلاصے کے طور پر اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ ایک ہے اَسباب کا اختیار کرنا اور اُنہیں استعمال کرنا، اور ایک ہے اُن اَسباب کو دل میں اتارنا اور اُن پر ہی یقین رکھنا، پہلی چیز کو اپنانا محمود اور مطلوب ہے اور دوسری چیز کو اپنانا مذموم ہے۔ ہماری محنت کا رُخ یہ ہونا چاہیے کہ ہم اِن اَسباب کی محبت اور یقین کو دل سے نکالیں اور اِس کے برعکس ''یقین'' اللہ تعالیٰ پر رکھیں کہ ہماری ہر طرح کی ضروریات پوری کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے، وہ چاہے تو اَسباب کے ذریعے ہماری حاجات وضروریات پوری کر دے اور چاہے تو اِن اَسباب کے بغیر محض اپنی قدرت سے ہماری ضروریات وحاجات پوری کر دے، وہ اِس پر پوری طرح قادر اور خود مختار ہے۔ البتہ! ہم اِس دارالاسباب میں اَسباب اختیار کرنے کے پابند ہیں، تاکہ بوقتِ حاجت وضرورت ہماری نگاہ وتوجہ غیراللہ کی طرف نہ اُٹھ جائے۔ اِس بات میں تو کوئی شک وشبہ ہے ہی نہیں کہ اللہ رب العزت ہماری محنتوں کے محتاج نہیں ہیں، لیکن کیا شریعت کا مزاج اور منشا بھی یہی ہے کہ ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہیں؟! بالخصوص جب کہ، اس ترکِ اسباب کا نتیجہ یہ نکلتا ہو کہ بیوی، بچوں اور والدین کے حقوق تلف ہوتے ہوں اور یہ غیروں کے اَموال کی طرف حرص وہوس کے ساتھ دیکھتا رہے، تو یاد رکھیں! اِس طرح کے لوگوں کو شریعت اِس طرزِ عمل کی تعلیم نہیں دیتی، بلکہ سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرتِ صحابہؓ تو حلال طریقے سے کسبِ معاش کی تعلیم دیتی ہے۔

اَسباب کی اَقسام

اَسباب کی تین قسمیں ہیں، (۱) قطعی ویقینی اَسباب، (۲) ظنی اَسباب (۳) وہمی اَسباب۔

(۱) قطعی ویقینی اَسباب، وہ اَسباب ہیں جن پر مسبَّب کا مرتب ہونا یقینی ہے، جیسے بھوک کے وقت کھانا کھانا، پیاس کے وقت پانی پینا، سردی سے تحفظ کے لیے گرم لباس پہننا، اِن اَسباب کا اختیار کرنا فرض ہے اور موت کا خوف ہو تو اِن کا ترک کرنا حرام ہے۔ اِن اَسباب کا اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے۔ البتہ یہاں بھی یہ واضح ہے کہ اِن اَسباب کو اختیار تو لازمی کریں گے لیکن اِن کے مؤثرِ حقیقی ہونے کا یقین رکھنا جائز نہیں ہوگا۔

(۲) ظنی اَسباب، جیسے بیماریوں کی دوا دارو، جائز دم اور تعویذ کہ حصول شفاء کے لیے اِنہیں ظنِ غالب کا درجہ حاصل ہوتا ہے، اِن کا حکم یہ ہے کہ ہم جیسے کمزوروں کو اِن اَسباب کا ترک کرنا بھی درست نہیں، البتہ جو حضرات قوتِ ایمانی اور قوتِ توکل میں مضبوط ہوں اُن کے لیے اِن اَسباب کا ترک جائز ہے۔

(۳) وہمی اَسباب۔(یعنی جن کے اختیار کرنے میں شک ہو کہ مفید ہوں گے یا نہیں) حصولِ توکل کے لیے اِن کا ترک کرنا لازمی ہے ، گو بعض صورتوں میں اِن اَسباب کا اختیار کرنا جائز ہے، جیسے : مختلف قسم کے کڑے، منکے اور پتھر وغیرہ باندھنا۔

جھاڑ پھونک ، دم درود اور تعویذ کا حکم

واضح رہے کہ جس طرح بیماری کی صورت میں دوائی کا استعمال جائز ہے ،اسی طرح تعویذ اور دم بھی جائز ہے اور یہ محض ایک طریقہ علاج ہے، اور اس کے جواز پر اجماع ہے ،البتہ تعویذ اور دم کے لئے تین شرائط کا پایا جانا لازمی ہے، اگر وہ تین شرائط نہ ہوں تو پھر اس کے ناجائز ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے، وہ شرائط یہ ہیں :

(۱) تعویذات کے الفاظ قرآن کریم ، یا احادیث سے لیے گئے ہوں یا اللہ کے اسماء وصفات میں سے ہوں۔

(۲) عربی زبان میں ہوں اور اگر کسی عجمی زبان میں ہوں تو اسکے الفاظ کے معانی معلوم ہوں۔

(۳) دم کرنے اور کرانے والا دونوں یہ اعتقاد رکھتے ہوں کہ دم اور تعویذ میں خود کوئی تاثیر نہیں، بلکہ مؤثر حقیقی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، یہ دم اور تعویذ صرف سبب اور ذریعہ ہیں۔تعویذ کے جواز پر کئی احادیث شاہد ہیں۔

حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ مسلم شریف کی شرح ''تکملة فتح الملهم'' (۴/ ۳۱۷، ۳۱۸) میں لکھتے ہیں: ''دم کے بارے میں اصل یہ ہے کہ قرآن کریم، یا اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ، یا صفات مبارکہ پڑھ کر مریض پر دم کیا جائے اور یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی احادیث سے ثابت ہے اور تعویذات لکھنا اور اس کو بچوں یا بیماروں کے گلے میں ڈالنا یا لکھ کر پانی میں گھول کر مریض کو پلانا، کئی صحابہ کرام اور تابعین کرام سے ثابت ہے اور احادیث مبارکہ میں جن دموں اور تعویذات سے منع کیا گیا ہے ، وہ مشرکین کے دم تھے، جن میں شیطان سے مدد لیا کرتے تھے اور وہ

دم جن میں شرکیہ کلمات نہ ہوں، وہ جائز ہیں اور کئی احادیث سے ثابت ہیں اور یہی حال حرام ''تمائم ''(وہ ڈوری، جسے مشرکین مؤثر بالذات سمجھ کر بچوں کے گلے میں نظرِبد سے بچانے کیلئے ڈالتے تھے) کا ہے اور ان حرام تمائم کا آیاتِ قرآنیہ اور اسماء باری تعالیٰ پر مشتمل تعویذات سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ تعویذات جمہور علمائے کرام کے نزدیک جائز ہیں، بلکہ بعض علمائے کرام نے اس کو مستحب قرار دیا ہے، جب منقول ومأثور اذکار پر مشتمل ہوں۔

اس پوری تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ کسی مرض کے لیے تعویذات کا استعمال اَسباب کے درجے میں جائز ہے، بشرطیکہ شرکیہ کلمات پر مشتمل نہ ہو اور اس کو مؤثر بالذات نہ سمجھا جائے۔

مختلف پتھروں کو مؤثر حقیقی سمجھنا

بعض لوگ مختلف قسم کے پتھروں، جیسے: فیروزہ، زمرد اور یاقوت وغیرہ کو اپنی زندگی پر اثر انداز سمجھتے ہیں، اور ان پتھروں کی انگوٹھی بنا کر پہنتے بھی ہیں، تو شرعاً اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

ستاروں اور سیاروں کو مؤثر حقیقی سمجھنا

بعض لوگ چاند، سورج، ستاروں اور مختلف سیاروں کو اپنی قسمت پر اثر انداز سمجھتے ہیں، اور ان کی گردش کے ذریعے اپنی قسمت کا حال معلوم کرنے کے لیے نجومیوں کے پاس جاتے ہیں۔ یہ بھی درست نہیں۔ کیونکہ علم نجوم قیاسات، اندازے اور تخمینے پر مشتمل ہے، اس میں کوئی یقینی بات نہیں ہوتی، نیز احادیث میں نجومیوں کے پاس جانے سے بھی منع فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً'' (صحیح مسلم، الرقم: ۲۲۳۰) جو شخص عراف (نجومی) کے پاس گیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا تو اُس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں ہوں گی۔ مذکورہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ بعض اخبارات میں آج کا دن کیسا گزرے گا، یہ ہفتہ کیسا رہے گا، کے عنوان سے جو باتیں لکھی جاتی ہیں، شریعت میں اُن کی کوئی حقیقت نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر طرح کے فتنوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

سفرنامہ سینگال و گیمبیا مغربی افریقہ

قسط (۲)

۱۵ر ستمبر بروز جمعرات: عصر کا وقت تھا، سورج ڈوبنے کی تیاری کر رہا تھا، موٹر کاریں ائیر پورٹ سے نکل کر سڑک پر فراٹے بھر رہی تھیں، موسم گرم تھا، ڈرائیور نے اے سی آن کر دیا، تھوڑی دیر سفر کے بعد گاڑیاں موٹروے پر چڑھ گئیں، یہاں کی موٹروے بھی پاکستان ہی کی طرح تھی، فرق صرف اتنا تھا کہ ڈرائیونگ پاکستان کی بنسبت مخالف سمت میں ہے، ائیر پورٹ اور طوبیٰ شہر کے درمیان تقریباً ۱۵۲ر کلومیٹر کا فاصلہ ہے، یہ فاصلہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے میں طے ہوا، راستے میں مغرب کی نماز بھی ادا کی، ہمارے میزبانوں نے جن میں اکثر امام مالکؒ کے مذہب کے پیروکار تھے، سفر کا فائدہ اٹھایا اور جمع بین الصلاتین پڑھی یعنی مغرب اور عشاء دونوں نمازیں اکٹھا پڑھ لیں جبکہ ہم نے صرف مغرب کی نماز ادا کی۔

جیسے ہی طوبیٰ شہر داخل ہوئے تو ہر طرف انسانوں کا ٹھاٹھے مارتا سمندر دکھائی دے رہا تھا، پیدل چلنے والوں کے لیے بھی چلنا مشکل ہو رہا تھا، چہ جائیکہ گاڑی۔ مقامی ڈرائیوروں نے گاڑیوں کو مین سڑکوں اور گلیوں سے اتار کر کچے راستوں پر ڈال دیئے مگر یہاں بھی چلنا کارے دراد تھا، بہرحال! ڈیڑھ گھنٹہ ادھر ادھر گھومنے کے بعد بڑے پیر شیخ منتقی صاحب کے صاحبزادے شیخ محمد ابراہیم امباکی کے گھر پہنچے، یہاں بھی گلی کوچوں میں لوگ بیٹھے تھے، دیگیں پک رہی تھیں، قوالیوں اور قصیدوں کی آوازیں سب غور سے سن رہے تھے، پورے شہر میں سپیکر نصب کیے گئے تھے، پورا شہر پنڈال اور اجتماع گاہ تھا، بعض چوراہوں پر بڑے بڑے اسکرین نصب تھیں، جس میں اسٹیج دکھائی دے رہا تھا اور لوگ خطاب کرنے والے خطیب یا قصیدہ پڑھنے والے قوال، ادیب و شاعر اور اسٹیج پر بیٹھے بزرگوں کی زیارت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے۔

پیر سید زاہد شاہ گیلانی چونکہ پہلے بھی تشریف لا چکے تھے اور طوبیٰ شہر اور شیخ احمد بامبا سے متعلق بہت کچھ سنا اور دیکھا تھا، اسی وجہ آپ وقتاً فوقتاً اپنے مشاہدات سے آگاہ کرتے، شیخ ابراہیم امباکی بڑے تپاک سے ملے، خوش آمدید کہا اور انگریزی زبان میں اپنی خوشی کا اظہار کرتے رہے، ان کے ہاں بھی مہمانوں کی کثرت تھی، بیرون ممالک کے مہمانوں، سفیروں اور وفود کے لیے الگ سے ایک بہت بڑا مکان

بنوایا گیا تھا، جسے ''دارالمنان'' کہا جاتا تھا، میزبان ہمیں وہاں لے گئے، جہاں پہلے سے ہمارے لیے کمرے بک تھے، دارالمنان میں تقریباً پانچ بڑی عمارتیں اور ایک عالی شان مسجد تھیں، ایک بلڈنگ میں کم ازکم پچاس کمرے ہوں گے، کھانے پینے کے لیے الگ سے ہال بنا ہوا تھا، مجھے اور مقبول بھائی کو تیسری منزل پر ایک کمرہ ملا، جس میں ضرورت کی تمام چیزیں موجود تھیں اور ایسے محسوس ہورہا تھا کہ کسی فائیو اسٹار ہوٹل کا کمرہ ہو، ہم نے اپنے بیگ، سامان وغیرہ الماری میں رکھے، غسل کرکے تازہ ہوئے، بڑے شاہ جی کو کمرہ نہیں ملا تھا، جب کھانے کی میز پر اکٹھے ہوئے تو شاہ جی کا پارہ چڑھا ہوا تھا، مقامی رہبر شیخ وھاج پر بڑے غصہ تھے، شاہ جی کے غصے کا یہ روپ پہلی مرتبہ دیکھنے کو ملا، مقبول بھائی ان کو ٹھنڈا کرنے کی کوششوں میں لگے تھے، پشاور کی تبلیغی جماعت کے احباب بھی کئی دنوں سے یہیں مقیم تھے، ان کا کچھ سامان بھی تھا، جسے ان کے دوست پشاور سے میرے پاس اکوڑہ خٹک لائے تھے کہ انہیں پہنچا دوں، ان سے ملاقات ہوئی، ان کے امیر نے وسعت ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنا کمرہ شاہ جی کے حوالے کیا، یوں الحمدللہ ہم بھی مطمئن ہوئے۔

شاہ جی اپنے مشن اور مقصد کو آگے بڑھانے اور دعوت دینے میں کسی سے مرعوب نہیں ہوتے، خواہ کتنا بڑا آدمی کیوں نہ ہو، انہیں اپنا مدعا بیان کرتے، کھانے کے ہال میں باوجودیکہ سفر کی تھکاوٹ تھی لیکن جوں ہی ایک افریقی ملک کے سفیر سے کھانے کی میز پر بیٹھے، تو قرآن کلاسوں کا تعارف کروانے لگے، انہیں کچھ ویڈیو کلپس بھی دکھائے، جس سے انہیں اس کام کے متعلق شرح صدر ہوا اور دوبارہ ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔

۱۶ستمبر بروز جمعہ ''مگل'' کے خصوصی پروگرام میں شرکت کرنی تھی، مگل سلسلہ مریدیہ کا سالانہ مذہبی اجتماع ہوتا ہے جو ہر سال ۱۸صفر کو طوبیٰ شہر میں منعقد ہوتا ہے، اسی دن لوگ آپس میں بھائی چارے کا عہد کرتے ہیں، شیخ احمد امبا کی کی زندگی، حیات وخدمات اور تعلیمات کو بیان کیا جاتا ہے، لوگ علم وعمل کا نیا جذبہ لیکر جاتے ہیں، مگل اجتماع کا شمار دنیا کے بڑے اجتماعات میں ہوتا ہے۔

ناشتہ وغیرہ سے فراغت کے بعد بیرون ممالک کے مہمان اور سفیر شیخ احمد بامبا امبا کیؒ کے دربار اور اجتماع گاہ کی طرف جارہے تھے، بڑی بڑی بسیں لوگوں کو لے جانے کے لیے موجود تھیں، ہم بھی تیار ہوئے، لیکن میزبانوں کی طرف سے فون آیا کہ آپ حضرات تھوڑا انتظار کریں، چنانچہ تھوڑی دیر بعد شاہ جی نے کہا کہ کسی دوسری گاڑی سے جائیں گے، سیکورٹی اہل کار نے کہا کہ شیخ ابراہیم امبا کی نے گاڑی بھیجی ہے، چنانچہ شاہ جی کینیا اور ایک دوسرے ملک کے سفیر کے ہمراہ گاڑی میں روانہ ہوئے اور ہم چار افراد

راقم، مقبول بھائی، امیر تبلیغی جماعت اور شیخ وھاج دوسری گاڑی میں روانہ ہوئے، رش بہت تھا،لیکن پروٹوکول سیکورٹی آفیسر جو کہ ایک بڑے بائیک پر سوار تھے اور الارم لگائے آگے آگے جارہے تھے،ایک طرف کا روڈ بالکل خالی کردیا گیا تھا،جس پر کہیں کہیں پیدل افراد چل رہے تھے،تھوڑی دیر میں ہمیں اسٹیج پہنچایا گیا، جہاں مختلف ممالک کے سفیر اور مہمان تشریف فرما تھے،ہمیں اپنی نشستوں پر بٹھایا گیا،شاہ جی کو آگے نشست ملی،ان کی قومی زبان میں بیانات ومواعظ کا سلسلہ جاری تھا،بعض لوگوں نے مائیکروفون لگا رکھے تھے،جس سے وہ شاید عربی یا انگلش میں بیانات کا ترجمہ سن رہے تھے۔اس مجلس میں بعض خواتین سفارتکار بھی موجود تھیں، پریس اور میڈیا کے لوگ بھی بہت زیادہ تھے،اسٹیج پر بیٹھے لوگوں کا مختلف زاویوں سے تصاویر لے رہے تھے،بعض صحافی ہماری طرف بھی متوجہ تھے،شاید میری پگڑی کی وجہ سے وہ ہمیں طالبان حکومت کے نمائندہ سمجھ رہے تھے۔بہرحال!پروگرام کی اختتامی دعا کے بعد جمعہ کا وقت قریب تھا، جمعہ کے بعد لوگ گدی نشین پیر شیخ منتقی امبا کی سے ملنے کے لیے ایک ہال میں جمع تھے،ہمیں میزبانوں نے ایک خاص کمرے میں بٹھایا ، جہاں صرف خاص مہمانوں کو بٹھایا جاتا ہے، شیخ ابراہیم امبا کی اپنے مہمانوں کو چھوڑ کر ہمارے ساتھ بیٹھے تھے۔تھوڑی دیر بعد شیخ ابراہیم امبا کی کے بڑے بھائی شیخ شعیب آئے ،ہم سے ملے، ان کے ساتھ ایک دیو قامت پہلوان بھی تھے جو کہ ان کے والد صاحب کے خادم اور پرسنل گارڈ کے فرائض انجام دے رہے تھے،اس نے اپنے بدن سے رسیاں لپیٹی ہوئی تھی،تلوار بھی ساتھ تھی، جس سے وہ بڑے بارعب اور خونخوار نظر آرہے تھے،وہ بھی ہمیں گلے ملے،مقبول بھائی نے ان کے ساتھ سیلفیاں بھی بنائیں۔شیخ شعیب اپنے والد شیخ منتقی کے پرسنل سیکرٹری اور بیرون مہمانوں اور سفیروں کو ڈیل کرنے والے ہیں، پیر صاحب کے تقریباً چودہ بیٹے ہیں، ہر بیٹے کو پیر صاحب نے کوئی نہ کوئی ذمہ داری سونپی ہے،اس درگاہ کا نظام بھی ایک ریاست کی طرح چل رہا ہے، ہر ایک کی اپنی ذمہ داری ہے،کوئی کسی کے کام میں مداخلت نہیں کرتا۔

شیخ ابراہیم نے ملاقات کی بات شیخ شعیب سے کی تھی،اس لیے تھوڑی دیر بعد وہ خود ہی ہمیں لینے آئے، جیسے ہی ہم مہمان خانے سے نکلے،ایک راہداری سے نکلتے ہوئے ایک بڑے ہال میں داخل ہوئے جس میں بہت سارے لوگ پیر صاحب سے ملاقات جمع تھے جو کہ اکثر بیرون ممالک کے تھے یا حکومتی عہدیدار تھے، اسی کمرے سے گزر کر ایک برآمدے میں داخل ہوئے اور اسی ہال کے بغل میں بڑا کمرہ تھا جس میں پیر صاحب تشریف فرما تھے جب ہم داخل ہوئے تو سعودی عرب کے سفیر ملاقات سے فارغ ہوکر واپس ہورہے تھے،پیر صاحب اور سفیر دونوں سے ملاقات کی، پیر صاحب بڑے تپاک سے

ملے،اسی (۸۰) سال سے عمر متجاوز تھی، پھر بھی بڑے چاق و چوبند لگ رہے تھے۔ شاہ جی کو اپنے قریب بٹھایا،انہوں نے کامیاب اجتماع پر مبارکباد پیش کی،اپنی آمد کا مقصد بتایا،قرآن کلاسز کے ویڈیوز دکھائیں، پچھلے سال بھی شاہ جی کی پیر صاحب سے ملاقات ہوئی تھی اور اپنے کام کا تعارف کروایا تھا۔ پیر صاحب نے شاہ صاحب کے کام کو سراہا اور شاہ صاحب سے دعا کی درخواست کی،شاہ صاحب نے مسلمانوں،عالم اسلام، پاکستان اور قرآن کلاسز کے لیے خصوصی دعائیں کیں،تقریباً عصر کے وقت شیخ شعیب کی گاڑی میں ہم اپنے قیام گاہ دارالمنان پہنچے۔

۷ استمبر ۲۰۲۲صفر المظفر بروز ہفتہ آج ہماری کوئی مصروفیت نہیں تھی، آرام کیا،بعض مقامی حضرات ملاقات کے لیے آئے،جن میں اکثر تبلیغی جماعت میں وقت لگائے ہوئے احباب تھے،آج اکثر مہمان چلے گئے،،بہت کم لوگ دارالمنان میں رہے،اسی وجہ انتظامیہ نے باقی ماندہ مہمانوں کو ایک بلڈنگ میں منتقل کردیا،دوسرے بلڈنگوں کی صفائی وغیرہ کرکے تالے لگوائے،لہٰذا ہم تینوں کو ایک کمرہ دیا گیا،جس میں ہم نے اپنا سامان منتقل کردیا۔

عصر کے بعد پیر زاہد شاہ صاحب نے وہیں جہاں ہم مقیم تھے،دارالمنان کی مسجد میں قرآن کلاس کی ترغیب دی،لوگوں سے فاتحہ اور بعض سورتیں سنیں۔لوگوں نے بہت زبردست سنایا جو نہ سنا سکے ان کے بارے میں بتایا گیا کہ مہمان ہیں باہر سے آئے ہیں،شاہ جی نے شیخ ابراہیم وغیرہ کو اس طرف متوجہ کیا کہ یہ لوگ آپ کے مرید ہیں،آپ کی بات سنتے ہیں،آپ کو اپنا پیشوا مانتے ہیں،اب آپ کی ذمہ داری ہے کہ ان حضرات کے کلمہ، نماز اور قرآن کی فکر کرو،انہوں نے شاہ جی کی رائے کو سراہا اور کام کرنے کا عزم ظاہر کیا۔ جہاں دین کا کام ہوتا ہے،وہیں شیطان بھی اپنا کام کرتا رہتا ہے،شاہ جی کی پشاور کے تبلیغی جماعت کے ساتھ کچھ بدمزگی پیدا ہوگئی،اس کی وجوہات جو بھی تھیں لیکن شاہ جی کے بقول یہ جماعت والے میرا ریفرنس دے کر آئے ہیں،شیخ وھاج کا تعارف یہاں میں نے کروایا تھا اور وہ جماعت کو یہاں لائے،جبکہ جماعت یہاں پہلے کبھی نہیں آئی ہے،پچھلے سال میں آیا،شیخ ابراہیم،شیخ وھاج اور شیخ کانت کو ٹکٹ دے کر پاکستان اور پاکستان کے بعض مدارس کا دورہ کروایا،رائیونڈ بھی لے گیا،جس کی وجہ سے جماعت کے لیے راہ ہموار ہوگئی جبکہ جماعت کا موقف تھا کہ رائیونڈ سے ہماری تشکیل ہوئی ہے،ہم کسی کا ریفرنس دے کر یہاں نہیں آئے،جب ہم یہاں آئے تو پیر صاحب کے لوگوں نے ہمارا استقبال کیا،امیر صاحب نے عربی میں پیر صاحب کے شان میں قصیدہ پڑھا،ٹی وی کو انٹرویو دی اور انہوں نے ہمیں یہاں دارالمنان میں ٹھہرایا۔ احقر نے کوشش کی کہ ان کے درمیان یہ تناؤ نہ بڑھے کیونکہ دونوں اپنا مال اور دولت لگا کر اتنا دور

آئے ہیں تاکہ دین اور قرآن کی طرف لوگوں بلا سکے۔ کچھ دیر کے لیے تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ آکر غلطی کی ہے لیکن جب مقصد پر نظر ڈالی تو اچھا محسوس کرنے لگا، تبلیغی جماعت کے احباب بھی ماشاء اللہ بہت ہی فکرمند تھے، ان میں دو عالم اور بزرگ شخصیات بھی تھے، ان کا آپس میں بہت محبت و عقیدت کا تعلق تھا، میں موقع پا کر ان کے ساتھ بیٹھنے کی کوشش کرتا کہ ان کا سفر بھی محض اللہ تعالیٰ کے لیے تھا۔ عشا کے بعد امیر صاحب کے حکم پر احقر نے حکایات صحابہ میں سے ایک واقعہ پڑھ کر سنایا اور چند منٹ ترغیب دی کہ شیطان کس طرح کام کرتا ہے اور ایک ہی مشن کے ساتھیوں کو کیسے دشمن بناتا ہے۔ شیخ ابراہیم بھی ملنے آئے تھے شاہ صاحب اور مقبول بھائی سے کافی گپ شپ لگائی، تبلیغی جماعت کے امیر صاحب بھی ان کے ساتھ مجلس میں شریک تھے، شیخ ابراہیم کے بارے میں یہ حضرات آپس میں رقابت کا شکار تھے۔ امیر صاحب کو مقبول بھائی نے بتایا کہ ہم ان کے مہمان ہیں انہیں ہمارے ساتھ بات کرنے دیں، ہماری باتوں میں آپ مداخلت نہ کریں اور امیر صاحب کا خیال تھا کہ شیخ ابراہیم کے ذریعے جماعت کے لیے راہیں ہموار ہوں گی، اس لئے ان کا اعزاز و اکرام کرتے، بڑے پیر شیخ منتقی نے انہیں بہت سی کتابیں بھی ہدیہ کی تھیں جن میں بعض ان کے لیے تھیں جبکہ اکثر رائیونڈ کے بزرگوں کے لیے۔

۱۸ستمبر، ۲۱صفر المظفر بروز اتوار فجر کے بعد میں اور مقبول بھائی باہر نکلے، اب بھی لوگوں کا کافی رش تھا، مقبول بھائی کا اصرار تھا کہ یہ منگل کے لوگ ہیں جب کہ میرا کہنا تھا کہ یہاں اڈہ ہے گاڑیوں، لاریوں اور بسوں میں لوگ آتے رہتے ہیں، فٹ پاتھوں پر سبزیاں اور پھلوں کے بیچنے والے موجود تھے، افریقی لوگ زیادہ صفائی پسند نہیں لیکن یہاں طوبیٰ کے لوگ کافی صفائی پسند تھے، بازار میں ہم زیادہ دیر نہیں رکے اور جلدی واپس ہوئے۔ ناشتہ کیا اور تھوڑی دیر آرام کیا۔ دارالمنان میں موجود تھوڑے بہت مہمان بھی چلے گئے، اب ہم تین افراد اور تبلیغی جماعت کے احباب باقی تھے۔ تبلیغی جماعت والے اپنی تشکیل پر روانہ ہونا چاہتے تھے، جبکہ میزبان ہمیں پیر صاحب کی خانقاہ اور جامع مسجد سے متصل مہمان خانہ میں منتقل کروانا چاہتے تھے، یہاں بھی رہائش کا بہترین نظم تھا، ایک کمرے میں دو بیڈ تھے، اٹیچ باتھ روم اور فل ایئر کنڈیشن، اس دفعہ مقبول بھائی شاہ جی کے ساتھ کمرے میں گئے جبکہ میرے ساتھ مقامی رہبر و ترجمان عبدالکریم بھائی تھے، عبدالکریم بھائی تبلیغی جماعت کی شوری کے رکن ہیں، اردو زبان بھی جانتے ہیں، کئی ملکوں پاکستان، انڈیا اور بنگلہ دیش کا سفر بھی کر چکے ہیں، نہایت عابد انسان تھے، جب بھی دیکھتا مصلے پر کھڑے نظر آتے، داعی بھی تھے، کسی کے ساتھ بھی ملتے تو کلمہ اور نماز کی دعوت ضرور دیتے۔ عشا کے وقت شیخ ابراہیم آئے اور ہمیں اپنے بھائی کے گھر لے گئے، یہاں ان کے سارے بھائی جمع تھے، سب سے ہمارا تعارف کروایا، شاید میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ پیر زاہد شاہ گیلانی نے شیخ ابراہیم کو اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ پاکستان مدعو کیا

تھا،ان کا دارالعلوم حقانیہ آنے کا بھی پروگرام تھا مگر وقت کی کمی کے باعث نہ آ سکے،سوات،مالم جبہ اور دوسرے سیاحتی مقامات کی سیر بھی کروائی تھی،پاکستانی لوگوں کے پیار،محبت اور مہمان نوازی سے بڑے متاثر تھے، بھائیوں کو بھی بتایا کہ کیسے ان کا اکرام واعزاز ہوا تھا،اپنی تصاویر اور ویڈیوز دکھائیں ،وہ سب برفیلے پہاڑوں کو دیکھ کر حیران تھے۔شیخ ابراہیم نے بتایا کہ جب منگل ختم ہوتا ہے تو ہم بھائی کسی ایک بھائی کے گھر جمع ہوتے ہیں اور ایک وقت کا کھانا اکھٹے کھاتے ہیں،اس میں بھائیوں کے بچے اور بیویاں بھی ہوتی ہیں،مقبول بھائی اور شاہ صاحب اپنے ساتھ ان حضرات کے لیے تحائف اور مٹھائیاں لے گئے تھے، مٹھائیاں یہاں سب میں تقسیم کیں،بعض تو کھانے سے کتراتے تھے لیکن جب کھا چکے تو مزید کا تقاضہ کرنے لگے۔شاہ جی اپنے قرآن کلاسز کی کارگزاری اور سینگال وغیرہ افریقی ممالک میں اپنے ،مشاہدات بتا رہے تھے، جبکہ میں شیخ ابراہیم کے بڑے بھائی شیخ احمد بن شیخ منتقی امبا کی کے ساتھ بیٹھا تھا، میں ان سے ان کے خاندان اور شیخ احمد بامبا کے بارے پوچھ رہا تھا اور انہیں اپنے مادرعلمی بین الاقوامی آزاد اسلامی یونیورسٹی جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک اور اسکی خدمات،امارت اسلامی افغانستان وغیرہ کے بارے بتایا،انہوں نے مجھے اپنی دو کتابیں ''الشیخ احمد الخدیم القائد الربانی ''اور''اللباب فی سیر الخدیم الحباب''ہدیہ کیں،جبکہ مقبول بھائی اور شاہ صاحب کو اول الذکر کتاب کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔

کھانے سے قبل شاید مقبول بھائی شاہ صاحب کو بتایا کہ یہ سب بھائی اپنے بیویوں کے ساتھ سال میں صرف ایک دفعہ جمع ہوتے ہیں اور اکٹھے کھانا کھاتے ہیں اور گپ شپ کرتے ہیں اس لیے اگر ہم ان سے الگ کھانا کھالیں تو یہ حضرات مشقت سے بچ جائیں گے،شاہ صاحب نے بھی اس رائے کو پسند کیا،اپنے میزبانوں سے کہا تو وہ ہمیں ایک کمرے میں لے گئے، یہاں پر ہی دسترخوان بچھایا گیا،شیخ ابراہیم اور ان کے دوست ہمارے ساتھ ہی دسترخوان پر بیٹھے،کھانا بہت ہی لذیذ تھا،کھانے کے کئی انواع دسترخوان پر موجود تھے،ایک قسم کے بارے میں مقبول شاہ نے ان سے پوچھا کہ آپ اسے کیا کہتے ہو؟ میزبان نے جب جواب دیا: تو میری ہنسی نکل گئی، مجھے ہنستا دیکھ کر مقبول بھائی نے جلدی سے فون نکالا اور ویڈیو بناتے ہوئے ان سے پھر پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے پھر وہی جواب دیا اب تو سب قہقہوں پر قہقہے لگائے جارہے تھے،میزبان بھی ہنس رہے تھے لیکن انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ ہم کیوں ہنس رہے ہیں؟ اس کھانے کا نام ''کسکس '' تھا، نام سن کر تو میں نے ہاتھ بھی نہیں لگایا آلو چپس ،مرغی ،چاول وغیرہ کھائے،جبکہ شاہ جی اور مقبول بھائی بڑے شوق سے کھا رہے تھے۔کھانے کے بعد پھل فروٹ ، ڈرنکس اور بعد ازاں چائے کا دور چلا، یہاں کی ''کافی '' کافی مشہور ہے،پورے سینگال میں ''طوبی کافی'' کے نام سے، ہر چوک پر کافی اسٹال لگا ہوتا ہے۔(جاری ہے)

ادارہ

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے شعبہ تخصصات کا اسلام آباد کے معروف علمی و تحقیقی اداروں کا مطالعاتی دورہ

۲۶ر اکتوبر بروز بدھ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے شعبہ تخصصات کے تمام شرکا نے دارالخلافہ اسلام آباد کے مختلف معروف تعلیمی و تحقیقی اداروں اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان، ''دعوہ اکیڈمی''، ''فیصل مسجد''، ''الندوہ لائبریری''، وغیرہ کا مطالعاتی دورہ کیا۔اس پروگرام کے آرگنائزر حضرت مولانا راشدالحق سمیع صاحب تھے جنہوں نے اس سارے پروگرام کو ترتیب دیا تھا۔۶۰ر طلبا پر مشتمل اس مطالعاتی دورہ نے سب سے پہلے اسلامی نظریاتی کونسل اسلام آباد کا وزٹ کیا، جہاں انہوں نے اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کے چیئرمین جناب ڈاکٹر قبلہ ایاز صاحب سے ملاقات کی، جنہوں نے اسلامی نظریاتی کونسل کے اغراض و مقاصد انہیں بتائے اور بعد میں انہیں پورے ادارہ کا وزٹ بھی کرایا گیا، یہاں کے وزٹ کے بعد یہ گروپ ''دعوہ اکیڈمی فیصل مسجد'' گیا جہاں پر ان کا استقبال فیصل مسجد کے خطیب و امام اور ڈائریکٹر مولانا ڈاکٹر ضیا الرحمٰن نے کیا، فیصل مسجد اور ''دعوہ اکیڈمی'' سے متعلق شرکا کو بریف کیا اور انہیں فیصل مسجد کے بارے میں مکمل بریفنگ دی گئی کہ یہ کب بنی؟ اس کا نقشہ کس نے بنایا؟ سارا پس منظر وغیرہ انہیں بتایا گیا۔''دعوہ اکیڈمی'' کے ریسرچ سنٹر میں دعوہ اکیڈمی کے ڈائریکٹر جنزل ڈاکٹر الیاس صاحب اور ڈاکٹر ظہیر صاحب نے بھی مختصر خطاب کیا اور شیخ محسن الرفاعی صاحب (نگران شعبہ عربی) اور مولانا حبیب اللہ شاہ حقانی کو شیلڈ پیش کی گئیں۔

اس کے بعد اس گروپ نے جامعہ فریدیہ کا دورہ کیا وہاں سے ''الندوہ لائبریری'' اسلام آباد پہنچا جہاں حضرت مفتی سعید خان صاحب (بانی و انچارج لائبریری) نے انہیں خوش آمدید کہا اور اپنے ادارہ کا تفصیلی دورہ کروایا اور دوپہر کے کھانے کی دعوت کا اہتمام بھی فرمایا۔ دورہ میں تخصصات کے نگران اور اساتذہ شیخ محسن الرفاعی، مولانا سید حبیب اللہ حقانی، مولانا حزب اللہ جان، مفتی ذکا اللہ حقانی، مولانا حبیب اللہ نور اور مولانا احمد فیاض حقانی شامل تھے۔حضرت مولانا مفتی اسماعیل طورو استاد ''تخصص فی الدعوہ والارشاد'' نے اپنے مدرسے جامعہ بنوریہ راولپنڈی میں تمام شرکا کو عشائیہ بھی دیا۔ یاد رہے کہ گزشتہ سال بھی شعبہ تخصصات نے ملک کے مختلف علمی و تحقیقی اداروں کا دورہ کیا تھا۔

صاحبزادہ عبدالحق ثانی

دارالعلوم کے شب و روز

جامعہ حقانیہ میں شہید اسلام حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کانفرنس کا انعقاد

۲؍نومبر ۲۰۲۲ بروز بدھ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں شہید اسلام حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی یاد میں منعقدہ ایک پروقار اور عظیم الشان تقریب منعقد ہوئی جس میں ملک بھر کے علماء و مشائخ نے شرکت کی۔ کانفرنس میں ملک بھر سے ہزاروں افراد نے شرکت کی اور خطباء نے شہید ناموس رسالتؐ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور ان کی ملی، سیاسی، دینی، علمی، تصنیفی خدمات کو سراہا اور اس عزم کا اظہار کیا کہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے دینی و سیاسی وژن کے مطابق اسلام کی سربلندی، شریعت کے نفاذ، استحکام و دفاع پاکستان کیلئے جدوجہد جاری رہے گی۔ شہید اسلام کانفرنس زیر سرپرستی حضرت مولانا انوار الحق صاحب اور زیر صدارت حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب منعقد ہوئی، اجتماع سے دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم اور وفاق المدارس کے نائب صدر مولانا انوار الحق حقانی، نائب مہتمم حضرت مولانا حامد الحق حقانی، مولانا راشد الحق، مولانا سید محمد یوسف شاہ، مولانا عبدالواحد، مولانا عبدالقدوس نقشبندی، مولانا ایوب خان ثاقب، مولانا عبدالقیوم حقانی، ، مولانا عرفان الحق، مولانا ضیاء محمود، سردار انجینئر نسیم، مولانا عبدالحئی، قاری اخلاق مدنی، مولانا شیر محمد مغل، مولانا حاجی شیر محمد وزیرستانی، مولانا محمد سعید ہاشمی، مولانا محمد طیب قریشی، مولانا قاضی فتح الباری رستمی صاحبان اور جمعیت علمائے اسلام کے چاروں صوبوں کے امراء نے شرکت اور خطاب کیا۔

جامعۃ الازہر مصر اور انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی کے عرب اساتذہ کی جامعہ تشریف آوری

۳۰؍اکتوبر ۲۰۲۲ بروز اتوار: عم محترم حضرت مولانا راشد الحق سمیع صاحب کی خصوصی دعوت پر جامعۃ الازہر مصر اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے پروفیسرز، دانشور اور عرب اسکالرز کی دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے، (وفد کی سربراہی ڈاکٹر عبدالوہاب جان صاحب کر رہے تھے جو مولانا راشد الحق سمیع کے جامعہ الازہر کے زمانہ طالب علمی کے ساتھی ہیں) مولانا راشد الحق سمیع صاحب نے شعبہ تخصص کے اساتذہ کے ہمراہ معزز مہمانوں کا استقبال کیا، بعد میں مہمانوں کو حضرت مہتمم مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ سے ملاقات کیلئے ان کے دفتر لے جایا گیا، وہاں پر ملاقات کے بعد دارالحدیث میں حضرت مہتمم مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ نے مہمانوں سے خیر مقدمی کلمات کہے، اس موقع پر

پروفیسر ڈاکٹر خالد عبدالنبی (استاد علم الحدیث واصول الحدیث، جامعہ ازہر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد) و دکتور مولانا عبدالوہاب جان ازہری صاحب نے طلباء سے مختصر خطاب فرمایا، حضرت مہتمم صاحب نے مہمانوں کے طلب پر انہیں سندِ اجازت حدیث سے نوازا۔ اس کے بعد معزز مہمانوں کے وفد کو شعبہ تخصصات لے جایا گیا اور ''تخصص فی الدعوۃ والارشاد'' کی کلاس میں محاضرات کی ایک علمی نشست منعقد ہوئی، سب سے پہلے شعبہ تخصصات کے نگران مولانا راشد الحق سمیع صاحب نے تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور دارالعلوم و شعبہ تخصصات میں دعوت قبول کرنے پر ان کا شکریہ ادا کیا، مولانا حبیب اللہ قاسمی صاحب (مشرف تخصص فی الحدیث) نے عربی زبان میں سپاسنامہ پیش کیا، بعد ازاں پروفیسر ڈاکٹر عمر عبدالفتاح (استاد اصول الفقہ و فقہ المقارن، جامعہ ازہر و بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد) پروفیسر ڈاکٹر کمال بریقع عبدالسلام حسن (استاد تقابل ادیان جامعہ ازہر و بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد)، ممتاز عالم دین، نامور اسکالر جناب ڈاکٹر مولانا ولی خان المظفر، پروفیسر مولانا محمد الیاس صاحبان نے طلباء سے خطابات فرمائے۔ مہمانوں میں پروفیسر ڈاکٹر کمال بریقع عبدالسلام حسن (استاد تقابل ادیان جامعہ ازہر و بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد)، پروفیسر ڈاکٹر عمر عبدالفتاح (استاد اصول الفقہ و فقہ المقارن، جامعہ ازہر و بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد)، پروفیسر ڈاکٹر خالد عبدالنبی (استاد علم الحدیث و اصول الحدیث، جامعہ ازہر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد)، مولانا ڈاکٹر عبدالوہاب جان ازہری (چیئرمین شعبہ عقیدہ و فلسفہ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد) شامل ہیں۔ طلباء سے سوال و جواب کی نشست بھی ہوئی، دریں اثنا ان عرب اساتذہ نے طلباء میں جامعۃ الازہر کی طرف سے قیمتی کتب وتحائف تقسیم کئے۔ اسکے بعد مولانا راشد الحق سمیع صاحب کے دفتر میں مہمانوں کے ساتھ علم، ادب اور تعلیم کے حوالے سے تفصیلی تبادلہ خیال کیا گیا۔ دارالعلوم حقانیہ اور جامعۃ الازہر کے درمیان معادلہ کی تجدید اور سکالرشپ پروگرام پر بھی گفتگو کی گئی، مہمانوں نے دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں ''وزیٹر بک'' میں اپنے قیمتی تاثرات بھی قلمبند کئے اور ظہرانے کے بعد مہمانوں نے دارالعلوم کی نئی جامع مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کا دورہ کیا، وہاں انہوں نے نماز ظہر ادا کی اور طلباء سے گھل مل گئے۔ اس موقع پر تخصص لغۃ العربیۃ کے مشرف شیخ محسن الرفاعی، استاد حدیث مولانا سعید الرحمٰن، ڈاکٹر دین محمد، مولانا بلال عابد، مفتی ضیاء الرحمٰن، مولانا لقمان الحق حقانی، مولانا اسامہ سمیع، مولانا خزیمہ سمیع، مولانا حزب اللہ جان، مفتی یاسر نعمانی، جناب عالمگیر خان، صاحبزادہ محمد احمد ابن مولانا راشد الحق سمیع، مولانا فضل سبحان صاحبان بھی موجود تھے۔

دارالعلوم کے ششماہی امتحان اور تعطیلات

جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں ششماہی امتحانات کا انعقاد ۱۶؍نومبر بروز بدھ سے شروع ہوکر ۲۲؍نومبر بروز منگل کو اختتام پذیر ہوا۔طلباء کی کثرت کی وجہ سے آٹھ امتحانی مراکز قائم کئے گئے جس کی نگرانی حضرت مہتمم صاحب مدظلہ اور نائب مہتمم صاحب مدظلہ کے علاوہ جامعہ کے تمام اساتذہ نے اپنی ذمہ داری خوش اسلوبی سے انجام دی۔امتحانات کے بعد جامعہ میں دس روز کی تعطیلات کا اعلان کردیا گیا، جامعہ میں تعلیمی سرگرمیاں ۳؍دسمبر ۲۰۲۲ بروز ہفتہ شروع ہوں گی۔

☆ جامعہ حقانیہ کے فاضل مولانا امتیاز علی حقانی نے عبدالولی خان یونیورسٹی مردان سے پی ایچ ڈی مکمل کرلی،ان کے مقالہ کا موضوع ''فضلاء دارالعلوم حقانیہ کی تفسیری خدمات'' تھا۔ادارہ ان جیسے ہونہار اور قابل فضلاء پر فخر کرتا ہے۔

مغربی سفارت کاروں کی دارالعلوم حقانیہ آمد

۷نومبر: جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی عالمی حیثیت کے پیش نظر آئے روز الحمدللہ وقتاً فوقتاً معزز مہمانوں کی آمد ورفت جاری رہتی ہے۔ملکی و بین الاقوامی اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی علمی، سیاسی ،دینی شخصیات یہاں آتی رہتی ہیں،پچھلے ہفتے جامعۃ الازہر مصر کے پروفیسرز حضرات کا وفد تشریف لایا تھا تو اس ہفتے مغربی سفارتکاروں اور صحافیوں کی دارالعلوم آمد ہوئی ۔مغربی سفارتکاروں نے مولانا راشدالحق سمیع صاحب سے تفصیلی دو گھنٹے تک ملاقات و تبادلہ خیال کیا۔ملاقات میں دینی مدارس کے نظام تعلیم ،کورس ، دارالعلوم حقانیہ کی تاریخ اور اس سے متعلقہ دیگر اہم موضوعات پر تبادلہ خیال کیا گیا۔وفد نے دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات بھی دیکھے ،دارالافتاء کا نظام اور شعبہ تخصصات میں طلباء سے ملاقاتیں کیں، بعد میں ایوان شریعت (دارالحدیث) کا وزٹ بھی انہیں کرایا گیا جہاں حضرت مہتمم مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ درس دے رہے تھے،انہوں نے دورہ حدیث کی کثیر تعداد اور کلاس دیکھ کر انتہائی مسرت کا اظہار کیا۔بعد میں انہیں شعبہ حفظ اور تعلیم القرآن حقانیہ ہائی سکول اینڈ کالج کا وزٹ بھی کرایا گیا،تفصیلی دورہ کے بعد مولانا راشدالحق سمیع صاحب کی قیام گاہ پر معزز مہمانوں کے اعزاز میں ظہرانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ وفد نے دارالعلوم کے مجموعی پرامن تعلیمی ماحول اور مثالی نظم و ضبط کو دیکھ کر تعریفی و تحسینی کلمات کہے اور انہوں نے واضح کیا کہ اس قسم کے دوروں اور مکالمے سے ایک دوسرے کے نظریات کو سمجھنے سے آسانی کے مواقع پیدا ہوتے ہیں اور کئی غلط فہمیوں کا ازالہ ہوتا ہے،اس سے دو روز قبل برازیل کے صحافیوں نے بھی دارالعلوم کا وزٹ کیا تھا اور مولانا راشدالحق سمیع صاحب سے تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیا تھا۔

حضرت مہتمم صاحب کی مصروفیات

۱۶؍ اکتوبر: افغانستان سے آئے ہوئے علمائے کرام کے وفد نے ملاقات کی اور افغانستان کی صورتحال پر گفتگو فرمائی اور آخر میں امارت اسلامی کے استحکام کے لئے دعا فرمائی۔اسی روز حضرت مولانا قاضی محمود الحسن صاحب جامعہ دارالعلوم اسلامیہ مظفرآباد آزاد کشمیر نے حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی ۔

۱۷؍ اکتوبر: کینیڈا سے آئے ہوئے وفد نے حضرت مہتمم مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ سے ملاقات کی،اسی روز مولانا ابوبکر ہزاروی ابن پیر طریقت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزارویؒ راولپنڈی سے تشریف لائے حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی اسی طرح آزاد کشمیر کے علمائے کرام کے وفد نے بھی حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی اور اُن سے دعائیں لیں ۔ ☆۱۸؍ اکتوبر کو جامعہ ربانیہ بارہ شیخان ضلع پشاور کے مفتی شہزادہ ،مولانا امان اللہ اپنے مدرسین اوراپنے دورہ حدیث کے طلبا کے ہمراہ ملاقات کے لئے دارالعلوم تشریف لائے،حضرت مہتمم صاحب سے اجازت سند حدیث بھی طلب کی ۔ ☆۱۹؍ اکتوبر: مولانا قاضی نور الحق حقانی جوکہ حضرت مہتمم صاحب کے ہم سبق ہیں،دارالعلوم تشریف لائے ، ملاقات میں مدارس دینیہ کے امور پر تبادلہ خیال کیا گیا۔اسی روز کراچی سے آئے ہوئے معزز مہمانوں حضرت مولانا ریاض اللہ نوشہرہ کی معیت میں حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ملاقات اورمختلف امور پر تبادلہ کیا گیا۔اسی روز دارالعلوم حقانیہ کے شوریٰ کے ممبر جناب محمد خان مشوانی نے بھی حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ملنے تشریف لائے ۔☆ ۲۰؍ اکتوبر: جامعہ دارالہدیٰ ضلع نوشہرہ میں عالمی محفل حسن قرات میں بطور مہمان خصوصی و صدر مجلس شرکت کی اور اختتامی کلمات ودعا بھی فرمائی ۔اسی روز مولانا خواجہ تاج محمد حقانی کاکڑ (بلوچستان) بھی تشریف لائے ۔☆۲۱؍ اکتوبر: ختم نبوت کانفرنس جہانگیرہ میں شرکت کی اورعوام کوختم نبوت کے مسئلہ پر مدلل اور تفصیلی خطاب فرمایا۔☆۲۲؍ اکتوبر: ژوب کوئٹہ بلوچستان سے آئے ہوئے وفود نے حضرت مہتمم صاحب سے ملاقاتیں کیں اورانہیں اپنے مسائل سے آگاہ کیااور دعائیں لیں۔

☆۲۳؍ اکتوبر: جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے شعبہ دارالحفظ میں ایک حافظ قرآن کے ختم میں شرکت کی اور دعاؤں سے نوازا۔اسی دن جامعہ تحسین القرآن کے مہتمم قاری عمرعلی صاحب ملاقات کے لئے تشریف لائے ۔اسی طرح نائیجریا اور فرانس سے آئے ہوئے مہمانوں نے بھی حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ملاقاتیں کیں۔جامعہ ضیا العلوم ملاح ضلع اٹک کے مہتمم حضرت مولانا قاری احسان الحق صاحب اپنے احباب کے ہمراہ دارالعلوم تشریف لائے اورحضرت مہتمم صاحب سے ان کے دفتر میں ملاقات کی۔ ☆۲۴؍ اکتوبر: محترم جناب عبدالرب صاحب کے بیٹے جناب فضل معبود صاحب کی

دعوت ولیمہ میں شرکت کی اور اسی روز بریڈفورڈ برطانیہ کے مولانا اسماعیل بھانا، مولانا کلیم الرحمٰن، مولانا عدنان حقانی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ ☆ ۲۵ر اکتوبر: محترم جناب ادریس خٹک (ایم پی اے) نے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ملاقات کی۔☆ ۲ر نومبر: جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں منعقدہ امام الشہداء حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ: خدمات کانفرنس کی صدارت کی۔اسی روز افغانستان، وزیرستان اور بلوچستان کے علمائے کرام کے وفود نے مختلف اوقات میں حضرت مہتمم صاحب سے ملاقاتیں کیں۔☆۴ر نومبر: حضرت مولانا پیر عزیز الرحمان ہزارویؒ کے پوتے کا راولپنڈی میں نکاح پڑھایا۔☆ ۹ر نومبر: سال ۲۰۱۴ء کی ۸۰ سے زائد فضلائے کرام دارالعلوم تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب کے درس بخاری شریف میں شرکت کی اور بعد ازاں دفتر اہتمام میں ملاقات کی۔ ☆ ۱۰ر نومبر: اقرا روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے زیراہتمام سالانہ تقریب ختم حفظ قرآن و تقسیم نشان اقراء میں شرکت کی اور خطاب فرمایا اور حسب سابق اقراء کے حفاظ کی دارالعلوم حقانیہ میں دستار بندی بھی کی۔اسی روز مولانا شجاع الدین کے صاحبزادے کے دعوت ولیمہ میں شرکت کی اور اہل علاقہ سے ملاقاتیں بھی ہوئیں۔☆ ۱۳ر نومبر کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس شاہ منصور صوابی میں شرکت اور تفصیلی خطاب فرمایا۔☆ ۱۴ر نومبر کو فلسطین اور تیونس سے آئے ہوئے علمائے کرام کے وفد نے حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی، فلسطین کی تازہ صورتحال سے انہیں آگاہ کیا۔

☆ ۱۵ر نومبر کو جناب افسر بہادر کے نواسی کی رخصتی کی تقریب میں شرکت فرمائی

حضرت نائب مہتمم صاحب کی مصروفیات

۲۶ر اکتوبر: والدمحترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ وامیر جمعیت علما اسلام پاکستان ایک روزہ دورے پر کرک تشریف لے گئے جہاں شہید اسلام حضرت مولانا سمیع الحقؒ کے دیرینہ ساتھی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحمید صاحب کے جنازے میں شرکت کی۔اسی روز پشاور میں حضرت مولانا یوسف قریشی صاحب کے صاحبزادے اور چیف خطیب خیبر پختونخوا مولانا طیب قریشی کے بھائی اسامہ قریشی کی دعوت ولیمہ میں شرکت کی۔

☆ ۲ر نومبر: شہید اسلام حضرت مولانا سمیع الحق شہید کانفرنس کی صدارت کی اور خطاب فرمایا۔

☆ ۳ر نومبر: جامعہ حقانیہ کے مجلس شوری کے رکن مولانا پیر ایاز حقانی صاحب کی طرف سے جامعہ میں اساتذہ حقانیہ کیلئے دعوت طعام کا اہتمام کیا گیا جس میں حضرت مہتمم و نائب مہتمم صاحبان کے علاوہ جملہ اساتذہ وعملہ حقانیہ نے شرکت کی۔☆ ۱۳ر نومبر: اٹک گاوں موضع حیدر میں مولانا عزیز الرحمٰن

حیدریؒ کی یاد میں منعقدہ تعزیتی کانفرنس میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور خطاب کیا۔☆۱۵ نومبر: جمعیت علما اسلام ضلع نوشہرہ کے سرپرست مولانا احمد قاسم حقانی مرحوم کی یاد میں منعقدہ کانفرنس بمقام زڑہ میانہ نوشہرہ میں شرکت وخطاب کیا۔☆۱۶؍نومبر: صرافہ بازار نوشہرہ میں لوکل انتخابات کے الیکشن آفس کا افتتاح کیا۔☆ ۱۷؍نومبر: مرکزی عیدگاہ مردان میں منعقدہ ختم نبوت کانفرنس میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور خطاب فرمایا۔☆ ۱۸؍نومبر: مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحبؒ کی وفات پر ان کے بھائی شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ اور مفتی صاحب مرحوم کے صاحبزادے مفتی زبیر اشرف عثمانی صاحب سے بذریعہ فون الگ الگ تعزیت کی۔☆ ۲۰؍نومبر: دارالعلوم حقانیہ کے سابقہ مدرس مولانا ایاز حقانی صاحب کے مدرسے میں منعقدہ تقریب دستار بندی میں بطور خاص شرکت کی۔تقریب میں جامعہ حقانیہ کے شیوخ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحلیم دیر باباجی صاحب اور شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ باباجی نے بھی بطور مہمانان خصوصی شرکت کی۔☆۲۱ نومبر: بغداد عراق سے آئے ہوئے تبلیغی حضرات سے جامعہ میں ملاقات کی ☆۲۴ نومبر: جامعہ اسلامیہ تحفیظ القرآن الکریم مردان میں منعقدہ تقریب دستار بندی میں والدمحترم حضرت مولانا حامدالحق حقانی صاحب مدظلہ نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی۔

وفیات:

۱۶؍اکتوبر: حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے جامعہ ابوعبیدہ ابن الجراح شیرین کوٹھے نوشہرہ کے مہتمم حضرت مولانا حمیداللہ حقانی کی والدہ بقضائے الٰہی وفات پاگئیں،حضرت مہتمم صاحب نے نماز جنازہ پڑھایا۔☆۱۱نومبر: جمعیت علما اسلام (س) صوبہ سندھ کے نائب امیر مولانا مشتاق عباسی مرحوم کے انتقال فرماگئے،مرحوم نے ساری زندگی شہید اسلام حضرت مولانا سمیع الحقؒ کی جماعت کی خدمت میں گزاری اور جمعیت علمائے اسلام کے پلیٹ فارم سے سیاسی سرگرمیوں میں مصروف عمل رہے،مرحوم کئی کتابوں کے مصنف ومؤلف بھی تھے،آپ نے ایک دینی مجلّہ کا اجراء بھی کیا جس سے بہت سے لوگ مستفید ہوتے رہے۔حضرت نائب مہتمم صاحب نے ان کے اہل خانہ سے تعزیت کی،دارالعلوم میں بھی اُن کیلئے ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا۔☆ ۲۰ نومبر کو دارالعلوم کے ناظم مولانا سعیداللہ حقانی کے چچا تبلیغی جماعت کے سفر میں بقضائے الٰہی فرماگئے مرحوم کی نماز جنازہ میں حضرت نائب مہتمم اور دیگر اساتذہ نے شرکت کی اور غمزدہ خاندان سے تعزیت کی۔☆ ۲۸؍نومبر محلّہ ککے زئی کے ملک محبوب الٰہی کے صاحبزادے ملک طاہر طویل علالت کے بعد انتقال کرگئے،مولانا مہتمم مدظلہ نے ان کا جنازہ پڑھایا،ادارہ ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

مولانا محمد اسلام حقانی
نائب مدیر ماہنامہ ''الحق''

تعارف وتبصرہ کتب

● البلاغۃ الصافیۃ : تسہیل مختصر المعانی — تسہیل: مولانا محمد انور بدخشانی مدظلہ

ضخامت: ۴۲۴ صفحات — ناشر: مکتبہ زمزم کراچی 03351111326

مختصر المعانی درس نظامی میں پڑھائی جانے والی علامہ تفتازانی کی کتاب ہے، جسے عام طور پر طلبہ مشکل سمجھتے ہیں، بہت سارے حضرات نے اردو پشتو اور دیگر زبانوں میں اس کی شروحات لکھی ہیں اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے، مخدوم ومکرم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد انور بدخشانی صاحب مدظلہ بزرگ عالم دین ہیں، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے استاد حدیث اور کئی علمی کتابوں کے مصنف و مولف ہیں، آپ نے فارسی زبان میں قرآن کریم کی تفسیر بھی لکھی ہے، مولانا بدخشانی مدظلہ کو اللہ تعالیٰ درس نظامی کی مشکل سے مشکل کتابوں کو آسان سے آسان انداز میں پیش کرنے کا اعلیٰ ملکہ عطا فرمایا ہے، آپ اب تک بیس کتابوں کی تسہیل کر چکے ہیں، طلبہ وعلما آپ کے ان تسہیلات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ زمزم پبلشرز کے مالکان آپ کی کتابوں کو بہترین انداز میں شائع کر کے پوری دنیا میں تقسیم کرتے ہیں۔

''البلاغة الصافية تسهيل مختصر المعاني'' کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ مختصر المعانی کی تسہیل ہے اور تسہیل بھی ایسی کہ درجہ خامسہ کا طالب علم تو اسے سمجھ ہی سکتا ہے بلکہ میرے خیال میں عربی اتنی آسان وسہل لکھی ہے کہ درجہ ثانیہ کا طالب علم بھی سمجھ سکتا ہے۔ مولانا بدخشانی مدظلہ کا کمال یہی ہے کہ نہ صرف کتاب کو آسان بناتے ہیں بلکہ عنوانات بھی لگاتے ہیں جس سے بحث کو تلاش کرنے میں آسانی ہوتی ہے نیز بحث کے آخر میں تمرینات بھی لکھے ہیں تا کہ طالب علم اسے حل کر کے بحث کو بخوبی سمجھ سکے۔ شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ نے اس کا مقدمہ بھی لکھا ہے جو کتاب کے ماتھے پر جھومر کے مانند ہے، درجہ رابعہ، درجہ خامسہ کے طلبہ اور مدرسین اس کتاب سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ (مبصر: مولانا سید حبیب اللہ حقانی)

● معین الفرائض — مولف: مولانا مفتی محمود حسن اجمیریؒ

ضخامت: ۱۲۶ صفحات — ناشر: زمزم پبلشرز کراچی

اسلامی علوم وفنون میں علم الفرائض کی اہمیت، حیثیت اور ضرورت اظہر من الشمس ہے، قرآن کریم

میں خود اللہ تعالیٰ نے ورثاء کے حصے متعین فرما دیئے ہیں اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس علم کو نصفِ علم قرار دیا ہے، اس علم کا سیکھنا فرض ہے، ہر علاقہ میں ایک ایسے عالم کا ہونا ضروری ہے جو اس علم کو جانتا ہو تا کہ شریعت کے مطابق میراث کی تقسیم عمل میں آسکے اور علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ سب سے پہلے یہی علم اٹھایا جائے گا، اس علم کے فروغ واشاعت کے لئے اہل علم نے مختلف زبانوں میں بہت ساری کتابیں لکھی ہیں، دینی مدارس میں اس عظیم الشان علم کی صرف ایک کتاب (سراجی) شامل نصاب ہیں جو طلبہ کو پڑھائی جاتی ہے چونکہ یہ ذرا مشکل ہے اور آج کل کے طلبہ اس کی طرز بیان سے مانوس نہیں ہیں، دوسری طرف سہولت پسندی اور عدم رغبتی کی وجہ طلباء کی اکثریت اس عظیم المرتبت علم سے محروم رہ جانے کا خطر ہے، اس ضرورت اور اس علم کے فہم میں دشواری کے پیش نظر اہل علم نے علم فرائض کو سہل انداز میں پیش کرنے کیلئے کتابیں ورسائل مرتب کرنے ایک سلسلہ شروع کیا اور اردو زبان میں اس سلسلہ کی بہت ساری کتابیں منظر عام پر آنے لگی۔

زیر تبصرہ کتاب ''معین الفرائض'' بھی اس سلسلے کی ایک حسین کڑی ہے جسے جامعہ حسینیہ سورت انڈیا کے سابق مفتی وشیخ الحدث مولانا مفتی محمود حسن اجمیریؒ نے لکھی ہے، مصنف موصوف نے اس میں عام فہم اردو زبان میں علم الفرائض کے مسائل کو نہایت ہی تفصیل کے ساتھ لکھا اور اس علم کے جملہ مباحث اور اصطلاحات کو جامع، مانع اور احسن انداز میں حل کرنے کی کوشش کی ہے، جابجا حل طلب مسائل کو نقشوں کے ذریعے سمجھا گیا ہے اور مشکل بحث اور اصطلاح کی مزید وضاحت کیلئے مفید حواشی بھی لکھے ہیں، کتاب کے آخر میں ایک ضمیمہ ہے جو میراث کے مسائل کو سمجھنے میں مدد ومعاون کی حیثیت رکھتا ہے، یہ مجموعہ دینی مدارس کے طلبہ واساتذہ کے علاوہ عصری علوم کے طلبہ کیلئے بھی ایک مفید اور رہنما کتاب ہے، اللہ تعالیٰ اس کاوش کو مصنف کے حق میں رفع درجات کا وسیلہ اور طلباء کے لئے علمی ترقی کا ذریعہ بنادے (آمین)

● **احکام الجنائز** تالیف: پروفیسر مولانا قاضی محمد خلیل الرحمٰن

ضخامت: ۳۰ صفحات ناشر: سعد برادرز بک سیلرز صدر بازار نوشہرہ 0333-9033602

مولانا پروفیسر قاضی خلیل الرحمٰن صاحب نوشہرہ صدر کے جامع مسجد کے خطیب ہیں، انہوں نے احکام الجنائز کے نام سے ایک مختصر رسالہ لکھا ہے، جس میں میت کو غسل دینے کا طریقہ، کفن دفن، نماز جنازہ، قبروں کی زیارت اور تعزیت سے متعلق احکام ذکر ہیں۔ رسالہ سے علما، طلبا کے علاوہ عوام الناس بھی مستفید ہو سکتے ہیں۔ (مبصر: مولانا سید حبیب اللہ حقانی)